ریاست جموں و کشمیر کے اولین عوامی رہنما

# شیرِ ڈوگر لالہ ہنس راج

۱۸۶۶ — ۱۹۴۴



مصنف و مؤلف
ملک راج صراف

راج محل پبلشرز، دربار گڑھ روڈ جموں

منصور حیدر راجہ

ریاست جموّں و کشمیر کے اولین عوامی رہنما

# شیرِ ڈوگر لالہ ہنس راج

۱۸۶۶ — ۱۹۴۴



مصنّف و مولّف

ملک راج صراف

راج محل پبلشرز، دربار گڑھ روڈ جموّں

اگست ۱۹۶۷ء

قیمت......دو روپے

مطبوعہ:- شو لیتھو پریس پٹودی ہاؤس - دہلی



شیرِ ڈوگر لالہ ہنس راج

# ترتیب

# پیش لفظ

لالہ ہنس راج جی وکیل جموں بنیادی طور پر ایک دلیش بھگت بزرگ تھے جو ہر قسم کی تنگ نظری سے اوپر تھے۔ انہوں نے آج سے ۶۰ سال سے بھی پہلے جموں وکشمیر میں قوم پرستی کا بیج بویا۔ جب ریاست میں شخصی راج کا دَور دَورہ تھا۔ اور جنتا عام طور پہ تعلیم سے بے بہرہ تھی۔ ایسے زمانہ میں ترقی پسند لائنوں پر رائے عامہ کو متحرک کرنا ایک قابلِ تعریف بات ہے۔

لالہ جی کو ملنے کا مجھے شرف حاصل رہا ہے۔ جب ۱۹۳۸ء میں تعلیم ختم کرنے کے بعد میں نے سرگرم سیاست میں حصّہ لینا شروع کیا تو لالہ ہنس راج جی کا نام بطور سوشل ریفارمر ہر جگہ زبان زد تھا۔ وہ اپنے مخصوص طریق سے پبلک معاملات میں گہری دلچسپی لیتے تھے۔

مستورات اور بچّوں کی بہتری نیز ریاست کے پسماندہ حصّوں

خاص کر کے علاقہ جات کنڈی کی حالت کا سدھار لالہ ہنس راج جی کی پبلک زندگی کے نمایاں پہلو تھے۔

لالہ جی ایک صُلح کل بزرگ تھے۔ اور عام طور پر مختلف الخیال سیاسی، سماجی کام کرنے والوں کو اپنے گھر پر بلایا کرتے تھے۔ ایسے موقعوں پر وہ پریتی بھوجن کا انتظام کیا کرتے۔ ایسے پریتی بھوجن میں ایک آدھ بار مجھے بھی شمولیت کا موقعہ ملا ہے۔

مجھے انتہائی مسرت ہوئی ہے کہ ریاست کے بزرگ و مایۂ ناز صحافی لالہ ملک راج جی صراف لالہ ہنسراج جی کی زندگی کے حالات پر کتاب مرتب کر رہے ہیں۔ لالہ ملک راج صراف کی یہ محنت نہ صرف تاریخی روپ میں گرانقدر اضافہ کا باعث ہو گی۔ بلکہ یہ لالہ ہنس راج جیسے سوشل ریفارمر بزرگ، جنہوں نے ریاست میں جذبۂ قوم پرستی کی تحریک شروع کی، کے تئیں خراجِ تحسین بھی ہے۔

میری تمنّا ہے کہ لالہ ملک راج صراف اپنی کوشش میں بطریقِ احسن کامیاب ہوں۔"

ترلوچن دت
جنرل سکریٹری جموں وکشمیر پردیش کانگریس کمیٹی
(سابق منسٹر سٹیٹ کیبنٹ)

# دیباچہ

لالہ ہنس راج جی ایک مہا پرش تھے۔ آپ نے ریاست جموں و کشمیر میں عوامی تحریک کی بنیاد اس زمانے میں رکھی جب ہر قسم کی تنظیم کو مشکوک نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا۔ لالہ جی عمر بھر حکومت کی بے ضابطگیوں۔ بے انصافیوں اور مجلسی برائیوں کے خلاف لڑتے رہے۔

پیشہ کے لحاظ سے گو آپ وکیل تھے۔ لیکن عدالت میں آپ کی صورت بہت کم دیکھنے میں آتی تھی۔ آپ صحیح معنوں میں عدالت کے باہر عوام کی ہی وکالت کرنے میں مصروف رہتے تھے۔ اور یہی آپ کی زندگی کا مشن تھا۔ آپ لوبھ۔ لالچ مصلحت یا ڈر سے بے نیاز تھے ؎

نہ دولت کے خواہاں، نہ طالبِ ثنا کے
شہرت سے بے زار، دشمن ریا کے

آپ ہر مذہب، فرقہ اور طبقہ کے لوگوں سے کمال مروّت سے پیش آتے تھے۔

لالہ جی نے ایک ریاستی کے طور پر جموّں و کشمیر کے تمام باشندوں کو اوپر اٹھانے کی کوشش کی۔ ہندوستانی ہونے کی حیثیت سے آپ نے جگہ جگہ کا دورہ کر کے لوگوں کو سماج کی حالت بہتر بنانے کی تلقین کی۔ ایک انسان کے ناطے آپ نے خلقِ خدا کی خدمت گذاری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، ہر لمحہ ایک ہی خیال آپ کے دامنگیر تھا کہ انسان جہالت کے غار سے نکل کر ترقی کے میدان میں آگے بڑھے سیاسی معاملات میں لالہ جی ہمیشہ قومی نکتۂ نگاہ رکھتے تھے۔ آپ ریاست میں بسنے والے تمام لوگوں کے باہمی اشتراکِ عمل سے قومیت پر مبنی ایک مضبوط تحریک کے زبردست حامی تھے۔ آپ اپنے اس عقیدہ کا اکثر اظہار کیا کرتے تھے کہ ایک صحیح قومی تنظیم کی موجودگی میں ہی ریاستی اقلیتیں اپنے مستقبل کو پائیدار بنا سکتی ہیں۔ لالہ ہنسراج جی اپنے زمانے سے بہت آگے تھے۔ یہ امر کچھ کم افسوسناک نہیں ہے کہ ہم نے لالہ جی کی زندگی میں آپ کی وہ قدر نہ کی جس کے آپ ہر طرح سے مستحق تھے۔

ان صفحوں میں لالہ جی کی زندگی کے مختلف پہلوؤں پر مختصراً روشنی ڈالی گئی ہے۔ اگر لالہ جی کی زندگی کے ان دلچسپ حالات اور واقعات سے قارئین نے کوئی خوشگوار اثر قبول کیا تو میں اپنی محنت کو سپھل سمجھوں گا۔

پنڈت ترلوچن دت جی نے پیش لفظ میں جن زرّیں خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ اس کے لئے میں اُن کا بے حد شکر گزار ہوں۔

جموّں یکم اگست ۱۹۶۷ء ملک راج صراف

# لالہ ہنس راج ایک نظر میں

رہا ہمیشہ ترے دل میں غم زمانے کا
رہا ہمیشہ خیالِ صلاحِ عام تجھے

لالہ ہنس راج :- شیرِ ڈوگر۔ ریاست کے عوامی رہنما۔
مادرِ ہند کے سچے سپوت اور بنی نوعِ انسان
کے حقیقی ہمدرد اور بہی خواہ۔

لالہ ہنسراج :- ریاست میں قومی تحریک کے جنم داتا۔ غریبوں
اور محتاجوں کے غمگسار۔ عظیم سوشل ریفارمر
دُور اندیش مدبر اور انتھک قومی سپاہی۔

لالہ ہنسراج :- استری سماج کے صلاح کار۔ بچّوں کے
سدھارک۔ اور نوجوانوں کی تحریک
کے زبردست حامی تھے۔

# لالہ ہنس راج کے سنہری اقوال

★ ایشور کی۔ ایشور کے بھگتوں کی۔ ماتا پتا کی اور گوروؤں کی۔ بھائی بہنوں کی۔ متروں کی۔ جاتی کی۔ یہاں تک کہ سنسار کے ہر جیو کی سیوا ہی مہادھرم ہے۔ پرنتو یہ بات بھولنے کی نہیں کہ سبھی پرکار کی سیوائیں دیش سیوا کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ کیونکہ دیش سیوا سے ہی اِن سب کی سیوا ہوتی ہے۔

★ اعلےٰ وچار۔ اعلےٰ طرزِ عمل اور آپس میں پریم کے ساتھ رہنا ہی دیش سیوا ہے۔

★ جہالت کے خلاف جنگ کرنا اور اس پر فتح پانا سب سے شاندار اور دیرپا کامیابی ہے۔

★ جو قومیں خود اُٹھنے کی کوشش نہیں کرتیں، انہیں ایشور بھی نہیں اٹھا سکتا۔

★ اگر آپ ایشوریہ نیموں کا پالن کریں تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ آپ کے تمام سوارتھ پورے نہ ہوں۔ ہمت مت ہارو۔ اور کوشش کرتے جاؤ۔

★ سنسار ایک عام گزرگاہ ہے۔ اس میں گزرتے ہوئے ہمیشہ منزلِ مقصود کو پیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔

# شیرِ ڈوگر لالہ ہنس راج

## ابتدائی حالات

ریاست جموں و کشمیر میں بڑے بڑے عالم ۔ فاضل ۔ مدبر اور سیاستدان ہو گزرے ہیں ۔ جنہوں نے عوام کی بہتری کے خیال سے اہم اقدامات کئے اور شاندار کارنامے انجام دیئے ۔ ان بزرگوں میں ایک تھے لالہ ہنس راج وکیل ۔ جن کو اگر ریاست کا پہلا عوامی رہنما کہا جائے تو بجا ہوگا ۔ لالہ ہنس راج نے اپنی تمام عمر جنتا کی سیوا میں وقف کر دی ۔ عوامی زندگی کا کوئی پہلو ایسا نہ تھا جس کی طرف آپ نے توجہ نہ دی ہو اور جس کے سدھار کے لئے آپ نے سرگرم کوشش نہ کی ہو ۔ آپ نے ریاست کی اولین قومی جماعت ڈوگرہ صدر سبھا جموں کی بنیاد رکھی ۔ کئی دوسری مقامی انجمنوں کے قیام میں بھی بلا تمیز مذہب و ملت کارکنوں کا ہاتھ بٹایا ۔ تاکہ ریاست کے لوگ ایک دوسرے کے شانہ بہ شانہ ترقی کر سکیں اور ملک مجموعی طور پر خوشحال ہو ۔ اپنی خدمات کے صلہ میں لوگوں نے آپ کو شیرِ ڈوگر ۔ ریاست کا بوڑھا قومی جرنیل ۔ عظیم سوشل ریفارمر وغیرہ کے خطابوں سے نوازا ۔ صرف یہی

نہیں .... موجودہ عوامی حکومت نے ریاست کی تاریخ میں پہلی بار جس عوامی رہنما کا بُت ایک میونسپل پارک میں کھڑا کرنے کی منظوری دی۔ وہ لالہ ہنس راج ہی ہیں۔ سنگ مرمر کا یہ مجسمہ جموں شہر کے میونسپل پارک واقعہ نزد مندر شری رگھوناتھ جی میں ریاست کی سرمائی راجدھانی میں ہر داخل ہونے والے شخص کا سواگت کرتا نظر آئے گا۔ اس پارک کا نام بھی ہنسراج پارک رکھا گیا ہے۔

لالہ ہنس راج ایسے نیک۔ نڈر اور برگزیدہ رہنما نے اپنی ابتدائی زندگی کس طرح شروع کی۔ سماج سیوا کے میدان میں آپ کو کیا کیا مشکلیں اور مصیبتیں پیش آئیں اور آپ نے ان سب کا کس طرح مردانہ وار مقابلہ کیا۔ اس کا مختصر حال آپ کو اس کتاب میں ملے گا۔

لالہ ہنس راج کا جنم ۱۷ اکتوبر ۱۸۶۳ء کو موضع ہمیر پور سدھر تحصیل اکھنور۔ ضلع جموں کے ایک ڈوگرہ گھرانے میں ہوا۔ آپ کے پِتا کا نام لالہ ہرچند تھا۔ جو علاقہ بھر میں ہریا شاہ کے نام سے مشہور تھے۔ لالہ جی سات بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ اُس زمانے میں ریاست میں اسکول خال خال تھے۔ کالج تو نام کے بھی نہ تھے۔ اس لئے لالہ جی کی تعلیم گاؤں کی مسجد سے شروع ہوئی۔ جہاں آپ نے میاں امام الدین کے پاس فارسی اور اردو میں تعلیم پائی۔ آپ ابھی زیر تعلیم ہی تھے۔ کہ مہاراجہ رنبیر سنگھ شاہی دورے کے سلسلے میں ہمیر پور سدھر میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ کی بے چوک نگاہ بالک ہنس راج پر پڑی۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات کے مصداق آپ اس بچے

کی ذہانت اور خداداد قابلیت سے بہت متاثر ہوئے۔ فوراً حکم ہوا کہ اس لڑکے کی مزید تعلیم کا بندوبست جموں میں کیا جائے۔ چنانچہ چھوٹی عمر میں ہی لالہ جی جموں میں آ گئے۔ جہاں ان کی تعلیم کا انتظام چوباگنیش پرشاد اور چوبا جانکی پرشاد کی نگرانی میں ہوا۔

## سرکاری ملازمت

تعلیم سے فارغ ہونے کے بعد لالہ ہنس راج مہاراجہ رنبیر سنگھ کے بڑے راجکمار راجہ رام سنگھ کی ملازمت میں بھرتی ہو گئے۔ لیکن وہاں زیادہ دیر نہ ٹِک سکے۔ بعد میں چیف جج کے ریڈر مقرر ہوئے۔ اپنی احسن کارکردگی کی بدولت ترقی کرکے رجسٹرار کے عہدے پر تعینات ہوئے اور اس حیثیت میں جموں اور سرینگر میں کام کرتے رہے۔ سرکاری ملازمت کے دوران میں بھی آپ پبلک معاملات میں اپنی دلچسپی کا عملی اظہار کرتے رہے جس سے حکام آپ سے ناخوش رہنے لگے۔ بالآخر لالہ جی نے سرکاری ملازمت کو خیرباد کہہ دیا اور وکالت کا لائسنس حاصل کرنے کے لئے حکمراں وقت کی خدمت میں درخواست پیش کر دی۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ لالہ جی کے نام اور کام سے پہلے ہی واقف تھے۔ آپ نے لالہ جی کی درخواست پر ایک طویل ارشاد جاری کیا۔ جس کے دوران میں آپ نے تحریر فرمایا۔

" لالہ ہنس راج رعایا کا اور میرا خاص خیرخواہ ہے اور باوجود میرے احکام کے اس کی سخت حق تلفیاں ہوئی ہیں۔

اس واسطے اس کو درجۂ اول کا لائسنس دیا جائے"

لالہ جی نے وکالت کا لائسنس تو حاصل کر لیا۔ لیکن ان کے کام کرنے کے طریقے نرالے تھے۔ آپ روپیہ کمانے کے حق میں ہرگز نہ تھے۔ بلکہ وکالت کو بھی سماج سیوا کا ایک ذریعہ سمجھتے تھے۔ آپ ججوں کے سامنے پیش ہونے کی بجائے عوامی عدالت میں باہمی لڑائی جھگڑوں کا تصفیہ کرانے کے درپے رہتے تھے۔ آپ کا یہ پختہ خیال تھا۔ کہ عدالتوں میں جانا تباہی و بربادی کو دعوت دینے کے برابر ہے۔ یہی وجہ تھی کہ آپ فریقین پر پنچایتوں اور دھرم ججوں کے ذریعے فیصلے کرا لینے پر ہمیشہ زور دیا کرتے تھے۔ اور پبلک پلیٹ فارم سے بھی یہی آواز بلند کہا کرتے تھے اور عوام کو عدالتوں سے باہر باہمی لڑائی جھگڑے نپٹا لینے کی تلقین کیا کرتے تھے۔

## ڈوگرہ صدر سبھا کا قیام

لالہ ہنس راج ریاست جموں و کشمیر کی پہلی عوامی قومی تنظیم ڈوگرہ صدر سبھا کے بانی مبانی تھے۔ یہ سبھا ریاست کے تمام فرقوں اور طبقوں کی بلاتفریق مذہب و ملت مشترکہ جماعت تھی۔

۱۲ جون ۱۹۰۴ئہ کو شہر اور مفصلات میں مقیم سرکردہ اصحاب کا ایک اجلاس جموں میں بلایا گیا۔ جس میں قریباً سات سو ہندو مسلمان معززین کی موجودگی میں لالہ جی نے اپنے ایک اور ساتھی صاحبزادہ حضرت شاہ وکیل کو اپنے ساتھ شامل کر کے یہ تجویز پیش کی: "چونکہ باشندگان ریاست کی حالت دن

بدن تنزل کی صورت اختیار کر رہی ہے۔ اس لئے ان کی بہتری اور بہبودی کی تجاویز سوچنے کے لئے ایک ڈوگرو ایسوسی ایشن کا قائم کیا جانا ضروری ہے" اس تجویز پر غور کرنے کے لئے ہندو مسلمانوں کے اس جلسہ کو وہیں ایک باضابطہ میٹنگ میں، بدل دیا گیا۔ جس کے صدر اتفاق رائے سے پنڈت گنیش داس شاستری قرار پائے۔ اس میٹنگ میں بحث مباحثہ کے بعد طے پایا۔ کہ "ہماری موجودہ حالت محض اعلیٰ تعلیم یافتہ نہ ہونے کے باعث ہوئی ہے۔ ورنہ جس ملک میں ہم خوش قسمتی سے رہتے ہیں۔ وہ اپنی پیداوار کے لحاظ سے بھرپور ہے۔ اور ہم کو صرف ان کو ٹھیک ٹھیک طور پر استعمال کرنے کا ضروری علم حاصل ہونے کی ضرورت ہے۔ اس لئے ہم ڈوگرہ کمیٹی قائم کرتے ہیں۔ جس کے ممبر بلا لحاظ مذہب۔ ذات و فرقہ صرف باشندگان ریاست ہوسکیں گے اور جس کا صدر مقام جموں ہوگا"

لالہ جی نے اس قرار داد کو ایک بڑے رجسٹر میں اپنے ہاتھ سے موٹے حروف میں درج کیا اور اس کے نیچے نہ صرف سرکردہ ہندو مسلمان باشندگان ریاست نے دستخط کئے بلکہ مہاراجہ پرتاپ سنگھ اور ان کے بھائی راجہ امر سنگھ نے بھی اسی رجسٹر پر انگریزی میں لکھا کہ وہ بھی اس تجویز کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں۔ یہ رجسٹر آج بھی ڈوگرہ صدر سبھا۔ جو نام کہ ڈوگرہ کمیٹی کا بعد میں قرار پایا۔ کے دفتر کے ریکارڈ کی زینت ہے۔ ایک ہفتے کے بعد ایک عام جلسے میں منظور شدہ قرارداد کی روشنی میں عہدہ داروں کا انتخاب عمل میں لایا گیا۔ یہ عہدہ داران تعداد میں صرف آٹھ تھے لیکن ان کے ناموں اور ان کے سپرد کئے گئے عہدوں سے صاف نظر آتا تھا۔ کہ ریاست کی قومی تحریک کے اولین محرک یعنی لالہ ہنس راج جی کسقدر

دور اندیش محب وطن رہنما تھے۔ ان عہدہ داروں میں ہندو تھے۔ مسلمان تھے۔ ڈوگرے تھے۔ کشمیری تھے اور پنجابی مقیم جموں تھے۔ غرض ریاست میں بسنے والے تقریباً تمام اہم فرقوں اور طبقوں کے نمائندے تھے۔ انکے نام ملاحظہ ہوں۔

| | |
|---|---|
| پنڈت گنیش داس شاستری | پریذیڈنٹ |
| شیخ علی محمد سوداگر | وائس پریذیڈنٹ |
| میاں جوالاسنگھ | وائس پریذیڈنٹ |
| لالہ ہنس راج وکیل | سکریٹری |
| صاحبزادہ حضرت شاہ | اسسٹنٹ سکریٹری |
| پنڈت منوہر ناتھ کول | اسسٹنٹ سکریٹری |
| لالہ جے رام شاہ سہگل | خزانچی |
| لالہ لوک ناتھ کپور | محاسب |

ریاستی عوام نے ڈوگرہ صدر سبھا کے قیام کا بڑی گرمجوشی کے ساتھ سواگت کیا۔ لالہ ہنس راج نے بطور سیکرٹری ڈوگرہ سبھا ریاست کے تمام اہم مقامات کا دورہ کر کے اس کی شاخیں جابجا قائم کیں اور پھر لوگوں کی جائز شکایات اور مطالبات کی سماعت کر کے ان کو پورے زور کے ساتھ ڈوگرہ صدر سبھا کی وساطت سے اعلیٰ حکام تک پہنچایا۔ اس طرح لالہ جی نے نہ صرف مصیبت زدہ لوگوں کی ڈھارس بندھائی اور ان کے مصائب کو دور کرنے کی مقدور بھر کوشش کی بلکہ ڈوگرہ سبھا کا پیغام جگہ جگہ پہنچا کر عوام میں بیداری کا جذبہ بھی پیدا کیا۔ آپ عام طور پر سفر میں مصروف رہا کرتے تھے۔ ان وقتوں میں آج کل کے سفر کی سہولتیں

کہاں میسّر تھیں۔ اس لئے کبھی گھوڑے پر، کبھی پیدل اور کبھی کبھار دشوار گزار راستہ طے کرنے کے لئے پالکی میں ہی بیٹھ کر چل پڑتے۔ گھر گھر جاکر پرچار کرتے گلی کوچوں میں سکولوں میں۔ پاٹھ شالاؤں میں۔ شاہراؤں میں جہاں کہیں بھی موقعہ پاتے، لوگوں کو بڑی مدھر بانی اور رسیلی بھاشا میں اُپدیش کرتے۔ دیہات اور قصبوں میں سوسائٹیاں قائم کرنے میں بے حد خوشی اور اطمینان محسوس کرتے اور لوگوں کو ان کے حقوق اور ذمہ داریوں سے روشناس کرتے۔ سوشل سدھار میں ان کا اعتقاد پختہ تھا۔ سیاسی اصلاحات کے بھی قائل تھے۔ البتہ برطانوی اقتدار کی موجودگی میں دیسی راجیہ کو سوراجیہ کا درجہ دیتے تھے اور اُس کو تہ و بالا کرنے کی بجائے ضروریات زمانہ کے مطابق اُس کی اصلاح کے سرگرم حامی تھے۔ لالہ جی نے ڈوگرہ سبھا میں کبھی کسی بڑے سے بڑے عہدے کی تمنا نہیں کی۔ ڈوگرہ سبھا کے بانی مبانی ہونے کے باوجود اس کے سیکرٹری یا انتظامیہ کمیٹی کے ممبر کے طور پہ بھی کام کرنے میں مصلحت سمجھی۔ ایک بار بڑی مشکل سے ان کو پریذیڈنٹ بننے پر مجبور کیا گیا۔ آپ کا صدارتی ایڈریس گو مختصر مگر معرکہ خیز تھا۔ ریاستی لوگوں کی جائز امنگوں کا آئینہ دار تھا اور ان کے جذبات اور احساسات کی منہ بولتی تصویر۔

اگرچہ لالہ جی بطور ایک ورکر کے ہی قومی کام کرتے رہے، تاہم ڈوگرہ سبھا نے ان کو مکمل اختیارات تفویض کر رکھے تھے۔ شاذ و نادر ہی سبھا ان کے کام میں مداخلت کرتی تھی۔ اگر کوئی شخص اپنی تنگدلی، یا کوتاہ اندیشی کی وجہ سے کبھی اپنی زبان پر سبھا میں ان کے خلاف حرفِ شکایت بھی لاتا تو بالعموم اس کو زحمت کے علاوہ ندامت ہی اٹھانی پڑتی۔ کیونکہ لالہ جی کے ساتھیوں کو ان کی نیک نیتی پر

پورا بھروسہ تھا۔ اور ان کی اعلیٰ قومی کارکردگی پر مکمل اعتماد۔

اس تعلق میں ایک واقعہ قابل ذکر ہے۔ سال ۱۹۲۰ء کی بات ہے۔ ڈوگرہ سبھا نے لالہ جی کو حسب معمول دیہات اور مفصلات میں قومی کام کرنے پر مامور کیا۔ لالہ جی نے بھی سبھا ہذا کے نیموں وغیرہ کا خوب پرچار کیا۔ بعض کوتاہ اندیش اشخاص نہیں چاہتے تھے کہ علاقوں میں ڈوگرہ سبھا کی شاخیں کھولی جائیں۔ کیونکہ ان کو ڈر تھا کہ دوسری باتوں کے علاوہ کہیں ان کی اپنی کرتوتیں آشکارا نہ ہو جائیں اس لئے انہوں نے لالہ جی کے خلاف بدگمانیاں پھیلانی شروع کر دیں۔ اصل میں وہ لالہ جی کو اپنے راستے سے ہٹانا چاہتے تھے۔ ایسے لوگوں نے ڈوگرہ صدر سبھا کے دو تین ممبروں کو بھی اپنی طرف گانٹھ لیا۔ اس سے خبر پاکر لالہ جی نے ایک زبردست چٹھی صدر سبھا کے دفتر میں ارسال کی جس کے دوران میں آپ نے تحریر فرمایا۔

"مجھے ڈوگرہ صدر سبھا نے اب چوتھی مرتبہ مامور کیا ہے کہ میں اپنے خیالات کے مطابق سبھا کی ہر طرح سے ترقی کراؤں۔ میں نے اب قلمرو جموں کے تمام اضلاع میں سب کمیٹیاں قائم کر دی ہیں اور آئندہ قلمرو کی باقی تحصیلوں اور کشمیر کے تمام اضلاع میں قائم کر دی ہیں۔ لیکن بعض کارکنان صدر سبھا میرے خیالات کی تکمیل میں سخت ہارج ہو رہے ہیں۔ جن کے متعلق میں آپ سے مفصل ہار بار زبانی و تحریری عرض کر چکا ہوں۔ اگر آپ صاحبان کو سچا ہتت دیش کے ساتھ ہے اور میری خدمات پر پورا وشواس وبھروسہ ہے تو میں آئندہ آپ صاحبان کی سہاتیا سے کام کروں گا۔ ورنہ مجھے اس سے معاف رکھا جائے، اُس کا اثر صرف

میرے پر ہی نہیں پڑ رہا بلکہ اس سے تمام اہل باشندگانِ ریاست کو سخت نقصان پہنچا اور پہنچ رہا ہے۔"

لالہ جی کی اس چھٹی پر غور کرنے کے لئے ڈوگرہ صدر سبھا کا ایک سپیشل اجلاس ۳۱ مئی ۱۹۳۰ء بلایا گیا۔ اس اجلاس میں جموں شہر کی کئی برگزیدہ شخصیتوں نے شرکت کی ان میں مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کے گورو پنڈت جگدیش جی مہاراج جموں کے پرسدھ ودوان جیوتشی بشیشر جی۔ شری رگھناتھ جی کے ادھشٹاتا پنڈت دیوراج جی۔ کرنل بدھ سنگھ جی۔ سید اسد اللہ ایڈوکیٹ۔ پنڈت منوہر ناتھ کول۔ پنڈت کرپارام سپرنٹنڈنٹ دھرم ارتھ۔ کرنل صوبہا سنگھ۔ میجر بجیتر سنگھ۔ لالہ لوکناتھ کپور کرنل دیوی سنگھ۔ بخشی اودے چند۔ منشی غلام نبی کے نام خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ اس اجلاس میں متفقہ طور پر جو فیصلہ کیا گیا، اُس میں تحریر تھا۔

" ہم کو لالہ ہنسراج صاحب کی خدمات کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے۔ ان کے جو خیالات آج تک قوم کی بہتری کے لئے رہے ہیں اور ہیں، وہ ہم سب پر بخوبی روشن ہیں۔ آج کل جو تھوڑی بہت قومی زندگی موجزن ہے، وہ بغیر کسی قسم کی داغ گوئی کے لالہ صاحب موصوف کی سر توڑ کوششوں کا نتیجہ ہے۔ قوم اور ملک کی آئندہ ترقی کی رفتار ہی بہت حد تک لالہ صاحب سے وابستہ ہے۔ مگر جو طریقِ عمل چند ایک اصحاب ممبرانِ ڈوگرہ کمیٹی کا لالہ صاحب سے ہے، وہ ناشایانِ شان ہے۔ اگر یہ برتاؤ مسلسل جاری رہا تو اس کا اثر اُن لوگوں پر ہی پڑے گا جو لالہ صاحب کے پہلو بہ پہلو رہ کر کام کرنا چاہتے ہیں۔ ایسی صورت میں ملک کا ترقی کرنا کس طرح ممکن ہے؟ مذکورہ بالا پہلوؤں پر نظر ڈالتے ہوئے ہم اس

بات کا باتفاق رائے فیصلہ کرتے ہیں کہ لالہ صاحب بدستور سابق ملک کی ترقی کے اسباب سوچنے اور ان پر عمل کرنے کے درپے رہیں اور مختلف اضلاع میں ڈوگرہ کمیٹی کی شاخیں قائم کریں۔"

یہ تھا لالہ جی کے کام کرنے کا ڈھنگ۔ ان کی خودداری کا بین ثبوت اور اُن کے ساتھ کام کرنے والے اصحاب کا اُن پر اتھاہ بھروسے اور اعتماد کی لامحدود وُسعت۔

## زبان بندی کا حکم

دیہات کے دورہ کے دوران میں لالہ جی اپنی تقریروں میں جابر اور نااہل حکام کی بھی خوب خبر لیتے تھے ایک بار ایسے حکام کی غلط رپورٹوں کی بناء پر لالہ جی کی زباں بندی کے احکام بھی صادر کئے گئے۔ مگر اصلیت معلوم ہونے پر یہ ناواجب حکم ریاستی سرکار کو جلد ہی واپس لینا پڑا۔ تاہم لالہ جی نے کبھی کسی حاکم کے خلاف اپنی ذاتی رنجش کا اظہار پبلک طور پر نہیں کیا لیکن پبلک امور کی انجام دہی میں ایسے حاکم کی کمزوری یا ناکامی کو برملا ظاہر کرنے میں بھی کبھی تخل سے کام نہ لیا۔ یہ بھی ایک وجہ تھی کہ لالہ جی کا نام پولیس کے رجسٹر میں مشتبہ اشخاص میں نہیں تو ناپسندیدہ اصحاب کی فہرست میں ضرور درج تھا۔ لیکن لالہ جی نے اس کی کبھی پرواہ نہ کی اور وہ ہمیشہ اپنے کام میں پوری لگن سے مگن رہے۔

## پیاسوں کو پانی

کسی پیاسے کو پانی پلانا۔ سبیلیں لگانا اور کنوئیں بنانا بڑے ثواب کا کام

ہے لیکن اگر خشک اور بے آب علاقہ کو، جہاں ہزاروں نہیں لاکھوں بندگانِ خدا اور بے زبان مال مویشی کو پینے کا پانی بھی آسانی سے میسّر نہ ہوتا ہو، وہاں پانی کی بہم رسانی کے وسائل مہیا کرنے میں کامیابی سے ہمکنار ہونا کس قدر نیک کام ہے۔ اس کامیابی کا سہرا بلا شبہ لالہ ہنس راج کے سر ہے۔ میرا تو پختہ خیال ہے کہ اگر لالہ جی نے اپنی تمام زندگی میں اور کوئی کام نہ کیا ہوتا اور اپنی سرگرمیاں صرف علاقہ کنڈی کی حالت کو سدھارنے تک ہی محدود رکھی ہوتیں تو بھی ان کی زندگی کا یہ ایک بہت بڑا سنہری کارنامہ ہوتا اور آپ کا شمار ملک کے بہترین انسانوں میں ہوتا۔

ریاست جموں وکشمیر کی کنڈیوں کے وسیع علاقہ یعنی زمین بے آب میں پانی کی بہم رسانی کی جو تدابیر وقتاً فوقتاً لالہ جی نے حکومت کے سامنے رکھیں اور ان کنڈیوں میں بسنے والے لوگوں کی حالت سدھارنے کا جو شاندار کام کیا، اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ لیکن اس کے لئے ایک تفصیلی تذکرے کی ضرورت ہے۔

لالہ جی کنڈی علاقہ کے لوگوں کی بدحالی سے کس قدر متاثر ہوئے تھے اور آپ نے حکومت کے سامنے ان ناگفتہ بہ حالات کو بہتر بنانے کے متعلق کیا کیا مفید تجاویز پیش کی تھیں، اس کا ایک ہلکا سا خاکہ اس سکیم میں درج ہے جو لالہ جی نے ڈوگرہ صدر سبھا کے پریذیڈنٹ کی حیثیت سے ۱۴ر اپریل ۱۹۳۹ء کو پرائم منسٹر سر این۔ گوپال سوامی آئینگر کی وساطت سے مہاراجہ ہری سنگھ کے پیش کی تھی اور جس پر اب تک لالہ جی کی اس وقت کی انتھک کوششوں کی بدولت کسی حد تک عمل بھی ہو چکا ہے۔ جس کے نتیجہ کے طور پر اب کنڈی وہ کنڈی

نہیں رہی ہے۔ جو تکالیف ابھی تک دور نہیں ہوئی ہیں، ان کا بھی آہستہ آہستہ تدارک کیا جا رہا ہے۔ لالہ جی کی جانب سے پیش کردہ اس اسکیم کے دو پہلو تھے۔ ایک حصّے میں ان گوناگوں تکالیف کا ذکر کیا گیا تھا جن کا نام زبان پر آتے ہی بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے اور جو کنڈی میں رہنے والے لوگوں کو گندے اور غلیظ پانی کے استعمال سے مجبوراً برداشت کرنا پڑتی تھیں۔ دوسرے حصّہ میں وہ تدابیر بتلائی گئی تھیں جن پر عمل کرنے سے ان مصیبتوں سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکتا تھا۔ اپنی سکیم میں لالہ جی نے ایک جگہ لکھا تھا:۔

"جن ملکوں میں عام طور پر سائنس کی نئی نئی ایجادات وجود میں آ رہی ہیں، ان ملکوں کے لوگ پانچ طرح سے پانی کو فلٹر کر کے اسے استعمال کرتے ہیں۔ یعنی پہلے پانی گرم کر کے پھر سجّی۔ کوئلہ۔ ریت۔ بورہ وغیرہ سے گزار کر اس کو پینے کے قابل بناتے ہیں۔ لیکن ہماری ان کنڈیوں میں پانی اُلٹے پانچ پرکار سے فلٹر ہوتا ہے۔ پہلے جب وہ آسمان سے گرتا ہے تو وہ گندے استھانوں میں سے گزر کر کچّے جوہڑوں میں جمع ہوتا ہے۔ پھر ان جوہڑوں میں آب دست کیا جاتا ہے۔ بعد میں اسی میں نہلاتے، کپڑے دھوتے اور مویشی کو غسل کراتے ہیں جس سے اس میں گوبر اور پیشاب بھی مل جاتا ہے۔ اس اُلٹے فلٹر سے لوگوں کی عام صحتِ جسمانی اور دماغی سمجھ پر جو بد اثر پڑتا ہے، اس روشنی اور سائنس کی ترقی کے زمانے میں ہم کو سخت شرم دلانے کا باعث بن رہا ہے۔"

اگرچہ لالہ جی اب ہمارے درمیان نہیں ہیں لیکن ریاست کے حکمرانِ وقت اب بھی لالہ جی کی ان تیار کردہ مفید عام سکیموں سے برابر رہنمائی حاصل کر رہے

ہیں جس سے کنڈی علاقہ کے لوگوں کی حالت بتدریج سُدھر رہی ہے اور وہ اس کے لئے لالہ جی کو نیک دعاؤں کے ساتھ یاد کر رہے ہیں۔

## سٹیٹ اسمبلی کے ممبر

۹ر جولائی ۱۹۳۶ء کو لالہ ہنس راج سٹیٹ اسمبلی۔ جس کا نام اُن دنوں پرجا سبھا تھا۔ کے بلا مقابلہ ممبر منتخب ہوئے۔ آپ کے اس انتخاب کی کہانی بھی دلچسپ ہے

ریاست کی پہلی سٹیٹ اسمبلی کے انتخابات سال ۱۹۳۴ء میں ہوئے۔ اس زمانے میں طریق انتخاب فرقہ وارانہ نیابت پر مبنی ہوا کرتا تھا۔ ضلع جموں کے ہندو حلقے سے چوہدری چیتر سنگھ ریٹائرڈ گورنر صوبہ جموں کھڑے ہو کر انتخاب جیت گئے تھے۔ بعد میں ان کی جلد مرتیو ہو گئی اور اسمبلی کی سیٹ خالی ہو گئی۔ اس کو پر کرنے کے لئے لالہ جی نے اپنا نام پیش کر دیا۔ آپ کے مقابلے میں ایک اور امیدوار صوبیدار سنت سنگھ کھڑے ہو گئے۔ جب ۹ر جولائی کو دونوں درخواستوں کی جانچ پڑتال کی گئی۔ تو اس کام میں لالہ جی کا ہاتھ بٹانے کے لئے ریٹرننگ آفیسر راجکمار پدم دیو سنگھ وزیر وزارت کی عدالت میں بہت سے چیدہ چیدہ ہندو مسلم اصحاب پیش ہوئے ان میں سورگیہ پنڈت لوک ناتھ شرما جو بعد میں ریاست کے ایڈووکیٹ جنرل مقرر ہوئے۔ لالہ ٹھاکر داس ایڈووکیٹ ریٹائرڈ جج چوہدری غلام عباس پریذیڈنٹ آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس۔ شیخ عبدالحمید ایڈووکیٹ سٹیٹ کونسلر۔ لالہ ہیمراج مہاجن ایڈووکیٹ سیالکوٹ کے نام

خاص طور پر قابل ذکر ہیں ۔امیدوار کے لئے ایک شرط یہ بھی تھی۔ کہ وہ اردو لکھ پڑھ سکتا ہو۔ چنانچہ جب صوبیدار کو اردو لکھنے کے لئے کہا گیا۔ تو آپ نے اس بناپر انکار کردیا۔ کہ "وہ وہاں امتحان دینے نہیں آیا ہے۔ یہ اُس کی ہتک ہے۔ اُس کی ملٹری خدمات کافی ہیں"۔ لالہ جی پر بھی مخالف فریق کی جانب سے سوال کیا گیا کہ وہ کیا پاس ہیں ؟ اس کے جواب میں بتلایا گیا۔ کہ لالہ جی مجسٹریٹ درجۂ اوّل رہ چکے ہیں اور اس وقت وکیل ہائی کورٹ ہیں۔ چنانچہ ریٹرننگ آفیسر نے فریقین کے اعتراضات اور دلائل کی سماعت کے بعد صوبیدار کی درخواست نامزدگی رد کردی، اور لالہ جی بلا مقابلہ ممبر اسمبلی منتخب قرار پائے۔

لالہ جی نے ممبر اسمبلی بنتے ہی اعلان کیا کہ وہ اپنے حلقۂ انتخاب یعنی ضلع جموں کا دورہ کریں گے اور جہاں وقت کی قلت کی وجہ سے نہ پہنچ سکیں گے اس جگہ کے پبلک کارکنوں کو اپنی تکالیف و شکایات قلمبند کرکے انکو بھیجدینی چاہئیں تاکہ آنے والے اجلاس اسمبلی میں انہیں پیش کرکے ان کے ازالہ کی صورت نکالی جائے۔

لالہ جی نے سٹیٹ اسمبلی کے اجلاس کے لئے جس پہلے ریزولیوشن کے پیش کرنے کا نوٹس دیا۔ وہ زمینداروں کی مقروضیت کے انسداد کے بارے میں تھا۔ لالہ جی نے تجویز کیا۔ کہ ایک کمیشن۔ جو کم سے کم نصف منتخب شدہ ممبران پر مشتمل ہو۔ زمینداروں کی مقروضیت کے واسطے مقرر کیا جائے۔ جو زمینداروں کی موجودہ پست حالی کو بہتر بنانے کی تجاویز پیش کرے۔ ایک اور ریزولیوشن میں کہا گیا تھا۔ کہ گرام سدھار کا کام ہر دو قلمرو یعنی جموں اور

کشمیر کے ہر ایک ضلع کے چیدہ چیدہ دیہات میں فی الفور جاری کیا جائے۔ اور
اس کام پر مقامی پڑھے لکھے بے کار نوجوانوں کو وظیفہ دے کر تعینات کیا جائے
اور ان میں جو نوجوان بھی اپنے آپ کو کامیاب ثابت کرے اس کو سرکاری ملازمت
کے پُر کرنے کے وقت فوقیت دی جائے۔ ایک ریزولیوشن یہ بھی تھا کہ گذشتہ
دس سال کے عرصہ کے دوران میں جو جدید ٹیکس لگائے گئے ہیں۔ ان کی جوازیت
یا عدم جوازیت کی جانچ پڑتال کرنے کے واسطے ایک کمیشن جو نصف منتخب شدہ
ممبران اسمبلی پر مشتمل ہو۔ مقرر کیا جائے۔

اسمبلی میں ہوتے ہوئے لالہ جی بھلا علاقہ کنڈی کے لوگوں کی حالت کو
کس طرح نظر انداز کر سکتے تھے۔ لالہ جی نے ایک ریزولیوشن میں تجویز کیا۔ کہ
"علاقہ کنڈی کے باشندوں کی حالتِ زار جو پینے کے پانی کی کمی کی وجہ سے
ہو رہی ہے۔ وہ حکومت پر بخوبی عیاں ہے۔ اس لئے ایک چیدہ کمیٹی جو نصف
ممبران باشندگان علاقہ کنڈی پر مشتمل ہو۔ اس غرض کے لئے مقرر کی جائے
کہ کنڈی علاقہ کے لوگوں کی تکالیف حتیّ الامکان کم کرنے کی تجاویز پیش کرے۔

اسمبلی کے اندر دیہات سدھار کے بارے میں ایک قرارداد پر بحث کے
دوران میں آپ نے کہا۔ کہ "عوام مر رہے ہیں۔ ان کو تن ڈھانپنے کے لئے کپڑا
بھی میسر نہیں ہوتا۔ سردیوں میں آگ کے گرد بسر اوقات کرتے ہیں۔ اور
گرمیوں میں پانی کے لئے ترستے ہیں۔ حکّام جو ان کی دیکھ بھال کے لئے مقرر
کئے جاتے ہیں۔ ان غریبوں کی طرف کوئی توجہ ہی نہیں دیتے۔ عوام کی خدمت
گزاری کی بہ نسبت وہ لوٹ مار میں زیادہ یقین رکھتے ہیں۔ میں نے ایک سکیم

مُرتب کی ہے ۔اس پر مکمل غور ہونا چاہیئے۔جب تک دیہات سدھار کا کام صحیح معنوں میں نہ ہوگا۔عوام کی مشکلات دور نہ ہونگی ۔ ہماری حالت بھی قابل رحم ہے۔یہاں اس وقت فرقہ واریت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ ہر شخص اپنے ہی فرقہ اور اپنے ہی مقام کی بہتری کے لئے کوشاں نظر آتا ہے۔ ایسی کوئی سکیم جو سب کی بہتری کے لئے ہو۔ پیش نہیں کی جاتی ۔اس لئے دیہات سدھار کے تعلق میں ایک کمیٹی ضرور مقرر کی جانی چاہئے۔حکومت کو زیادہ ترقی یافتہ ریاستوں کے نقش قدم پر چل کر دیہاتی لوگوں کے سدھار پر زیادہ سے زیادہ روپیہ خرچ کرنا چاہئے۔شہروں میں کوٹھیاں تعمیر کی جاتی ہیں ۔اور بعض اشخاص اس سے ترقی کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔مگر یہ درست بات نہیں ہے۔ دیہاتی رعایا کی حالت فی الواقعہ ناگفتہ بہ ہے۔جب تک ان بے بس ۔ لاچار اور غریب لوگوں کی ترقی کے لئے ٹھوس اقدامات نہیں کئے جاتے۔ اور ان کو جلد سے جلد عملی شکل نہیں دی جاتی ۔ریاست ہرگز ترقی نہیں کر سکتی۔ شیخ سعدیؒ نے کیا بجا فرمایا ہے :-

شنیدم کہ در وقت نزع روان — بہ ہُرمز چنیں گفت نوشیرواں
کہ خاطر نگہدارِ درویش باش — نہ در بندِ آسایش خویش باش

" میں نے سنا ہے کہ جب نوشیرواں بستر مرگ پر لیٹا تھا تو اس نے اپنے وزیر اعظم ہُرمز سے کہا کہ درویش کے دل کی رکھوالی اور دلجوئی کر اور ذاتی آسائش کی پرواہ نہ کر۔"

لالہ جی نے سٹیٹ اسمبلی میں جن دوسری باتوں پر زور دیا ، ان میں سے

چند یہ تھیں :۔

ریاست میں پبلک سروس کمیشن کا قیام۔ ضلع وار لوکل بورڈ کی قائمی۔ گھریلو دستکاریوں کی حوصلہ افزائی اور فروغ کے لئے ضروری اقدامات نیم پہاڑی علاقوں میں نالہ جات سے مزروعہ رقبہ جات کی تباہی سے بچاؤ۔ اور ہریجن سدھار۔

لالہ جی جہاں کسانوں، مزدوروں وغیرہ کی سود و بہبود میں گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ وہاں ریاست کے قلیل التنخواہ ملازموں کی حالت سدھارنے کی فکر میں بھی لگے رہتے تھے۔ ایک بار آپ نے سٹیٹ اسمبلی میں یہ سوال بھی اٹھایا۔ کہ "جب تمام سرکاری ملازموں کو عام طور پر ان کی تنخواہ کا تقریباً نصف حصّہ بطور پنشن دیا جاتا ہے تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ چپڑاسیوں کو جن کو صرف چار روپے مقرّرہ پنشن ملتی ہے۔ پوری پنشن نہ دی جائے۔"

اسمبلی کے ہر اجلاس میں لالہ جی کی دھواں دھار تقریریں اور بلند خیالات نہایت توجہ اور دلچسپی کے ساتھ سُنے جاتے تھے۔ عوامی زندگی کا کوئی شعبہ ہی ہو گا جس پر لالہ جی نے اسمبلی کی کارروائی کے دوران میں اپنے خیالات کا اظہار نہ کیا ہو۔ حقیقت میں لالہ جی ایک ایسا نظامِ حکومت وجود میں لانے کے آرزومند تھے جس میں ہر بے کار کو روزگار میسر ہو۔ ہر بیمار کو دوائی۔ ہر بھوکے کو روٹی۔ ہر ننگے کو کپڑا۔ ہر بے گھر کو مکان۔ ہر محتاج کو پناہ۔ ہر پڑھے لکھے کو روزگار۔ ہر اَن پڑھ کو عِلم۔ ہر بے ہنر کو ہُنر اور ہر مزدور کو مناسب کام اور معاوضہ۔ آپ انسانیت کے دلدادہ تھے اور ہر شخص کی ہر پہلو میں ترقی کے خواہشمند تھے۔ تاکہ سماج کی حالت بہتر بن سکے۔ یہی وجہ ہے کہ انسانی بھلائی کے سلسلے میں اسمبلی

کے اجلاس میں جو تجویز بھی پیش ہوئی ۔ آپ نے اس کو لبیک کہا ۔ خواہ یہ تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ بے کاری کے انسداد سے تعلق رکھتی تھی ۔ خواہ ناجائز ٹیکسوں کی منسوخی کے بارے میں تھی ۔ یا دیہاتی راستوں اور سڑکوں کی تعمیر اور مرمت سے واسطہ رکھتی تھی ۔ لالہ جی کسانوں اور مزدوروں کو خوشحال دیکھنے کی بے حد تمنّا رکھتے تھے ۔ سوشل بیماریوں کو بیخ و بُن سے اکھاڑ پھینکنے کے قائل تھے ۔ کتنے لوگ ہیں جو چھابڑی فروشوں اور گلی کوچوں میں پھیری والے اشخاص کے کام کاج پر نگاہ رکھتے ہیں ۔ لالہ جی نے جب کبھی کسی چھابڑی فروش کو گلی سڑی چیزیں فروخت کرتے دیکھا ۔ وہیں اس کو ایسے فعل کے ارتکاب سے باز رکھنے کی مقدور بھر کوشش کی ۔ اسمبلی میں بھی ایسی باتوں کی نسبت حکومت کی توجہ دلائی ۔

ایک بار لالہ جی نے اسمبلی میں تجویز پیش کی ۔ کہ گھراٹوں پر ٹیکس منسوخ ہونا چاہیئے ۔ گداگری کا مؤثر انسداد ہونا چاہیئے ۔ شراب نوشی اور دیگر منشیات قطعاً بند ہونی چاہئیں ۔ اور ریاست کے نظم و نسق پر جو بھاری خرچ ہوتا ہے ۔ اُس میں نمایاں کمی کی جانی چاہیئے ۔

## حکومت اپنا کام کرے ۔ سماج اپنا کام

لیکن ہر برائی کی اصلاح کے لئے لالہ جی حکومت کی مداخلت ضروری خیال نہ کرتے تھے ۔ وہ کہا کرتے تھے ۔ کہ لوگوں کا اپنا بھی فرض ہے کہ ایسی برائیوں خاص کر کہ جن کا تعلق سماج سے ہے ۔ کو دور کرنے کا خود جتن کریں ۔ ایک بار کشمیر کے ایک ممبر مولوی محمد عبد اللہ نے اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی ۔

کہ پردہ نشین اور دوسری مستورات کو دستکاریوں اور دوسرے مفید ہنروں کی سکھلائی کے حکومت کی طرف سے انتظامات کئے جانے چاہئیں۔ لالہ جی نے اس تعلق میں محرک کو آڑے ہاتھوں میں لیا۔ اور کہا کہ یہ حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے۔ یہ سماج کا اپنا کام ہے شہروں میں عورتیں عام طور پر آرام پسند ہوتی ہیں۔ کیوں کہ دیہات کی نسبت شہروں اور قصبوں میں زیادہ روپیہ ہوتا ہے۔ سبھا سوسائیٹیوں کو یہ کام خود اپنے ہاتھ میں لینا چاہئے۔ حکومت کو ایسے پرائیویٹ کاموں میں داخل دینے کے لئے نہ کہنا چاہئے۔ یہ لوگوں کا اپنا کام ہے نہ کہ حکومت کا۔ یہ ہمارا کام ہے کہ ہم خود عورتوں کے سدھار میں عملی دلچسپی لیں۔ دیہاتوں میں تو عورتیں مردوں کے شانہ بہ شانہ کام کرتی ہیں۔

بجٹ پر تقریر کرتے ہوئے لالہ جی نے ایک بار اسمبلی میں فرمایا۔ "جو روپیہ لوگوں سے ٹیکس وغیرہ کی صورت میں وصول کیا جاتا ہے۔ وہ لوگوں کے صلاح مشورہ سے ہی خرچ کیا جانا واجب ہے لیکن یہاں ریاست میں حالت ہی دگرگوں ہے پبلک کا روپیہ ایسے لوگ بے دریغ خرچ کر رہے ہیں جنہیں عوام کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ اخراجات کا موجودہ طریق ہرگز درست نہیں ہے۔"

لالہ جی کی اسمبلی میں تقریر سنجیدگی سے بھرپور ہوا کرتی تھی۔ آپ کسی دوسرے شخص پر خواہ مخواہ چوٹ نہ کیا کرتے تھے لیکن اگر پبلک مفاد میں ایسی چوٹ کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی تھی۔ تو آپ یہ نہایت لطیف انداز میں کیا کرتے تھے۔ ایک بار اسمبلی کے اجلاس میں جاگیر جنہنی میں مڈل سکول کھولے جانے

کی تحریک پر بحث ہو رہی تھی۔ لالہ جی نے اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا "راجہ صاحب جنہنی لڑکوں کو پڑھانا ہی نہیں چاہتے۔ ان کا خیال ہے کہ پڑھ لکھ کر لڑکے شرارتی بن جاتے ہیں"۔

ایک اور بار جب آپ اسمبلی میں تقریر کر رہے تھے۔ تو آپ نے اسمبلی کے پریذیڈنٹ مسٹر برجور دلال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

" جناب میں آپ کو لیکچر نہیں دے رہا۔ بلکہ آپ کے سامنے اپنے تجربات بیان کر رہا ہوں"۔ اسی تقریر میں آپ نے ایک دوسرے ساتھی سردار بدھ سنگھ جی کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے لالہ جی نے کہا :۔

" سردار جی نے بھی میرے خیالات کی ہی ترجمانی کی ہے۔ بالآخر میں ان کا شاگرد ہوں"۔ اس پر سر برجور دلال نے جو اپنے کام میں بڑے ہوشیار تھے فرمایا :۔

" چیلا گورو سے بڑھ گیا ہے۔ اور زیادہ ترقی یافتہ دکھائی دیتا ہے"۔

اس پر ہاؤس میں خوب قہقہہ پڑا۔

لالہ جی بعض اوقات ممبروں کو ہنسانے اور برمحل شعر سنانے کے موقعہ کو کبھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ جو بات بھی آپ کے منہ سے نکلتی تھی دوسروں کے دل میں بیٹھ جاتی تھی۔ اور ہمیشہ یاد رہتی تھی۔

لالہ جی نے اپنی دل پسند پریتی بھوجن سکیم کو اسمبلی میں بھی اپنی گرہ سے زر کثیر صرف کر کے اپنایا۔ سرینگر میں اسمبلی کے آخری اجلاس کے آخری روز آپ نے اسمبلی کے وسیع احاطہ میں ایک شاندار پارٹی دی۔ آج تک اسمبلی یا

کونسل کے کسی ممبر نے بھی ایسی پارٹی نہیں دی۔ صرف اسمبلی کا سپیکر یا کونسل کا پریذیڈنٹ ایسی پارٹی دیا کرتا تھا۔ لالہ جی کی پارٹی میں ممبران اسمبلی جن میں وزرائے ریاست اور اعلےٰ حکام بھی شامل تھے۔ کے علاوہ نمائندگان پریس بھی شامل ہوئے۔ اس سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ لالہ جی گفتار کے غازی نہ تھے بلکہ جو کچھ کہتے تھے اس پر صحیح معنوں میں خود عمل بھی کرتے تھے۔

## آئینہ نجات

سٹیٹ اسمبلی میں کام سے متعلق لالہ ہنس راج کا ایک اور اہم کارنامہ وہ سکیم تھی جو آپ نے ایک قرارداد کی صورت میں اسمبلی کے اجلاس میں پیش کرنا چاہی تھی۔ اس قرارداد میں لالہ جی نے تجویز کیا تھا۔ کہ "سرکاری اور غیر سرکاری ممبروں پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ جو سفارش کرے کہ سکیم پر عمل درآمد کرنے کے لئے کس نوعیت کے بانی لاز بنائے جائیں تاکہ رعایا۔ ریاست صحیح معنوں میں سُکھی ہو سکے۔"

اگرچہ قاعدے کے مطابق لالہ جی کے نام قرعہ نہ پڑنے سے یہ قرارداد اسمبلی کے اجلاس میں پیش نہ ہو سکی۔ تاہم لالہ جی نے اپنی اس جامع سکیم کو جس کا نام آپ نے "مکتی درپن یا آئینہ نجات" رکھا تھا۔ مہاراجہ ہری سنگھ کے نام بھینٹ کران سے استدعا کی۔ کہ "آنحضور میرے ان حقیر خیالات کو قانونی صورت دیئے جانے کے احکام صادر فرما کر اپنی سادہ لوح رعایا کی دعائیں لیں گے۔" اس سکیم میں لالہ جی نے اپنے خیالات قلمبند کرتے وقت صاف طور پر واضح کر دیا تھا۔ کہ اس سکیم میں درج "میری کوئی بات ویدکی شُرتی شاستر کی سمرتی حکماء و فضلا کی پند اور مہاتماؤں کی بانی کے خلاف نہیں۔"

یہ سکیم لالہ جی نے ۲۳ ستمبر سنہ ۱۹۳۶ء کو پیش کی۔ اس سکیم کی تمہید کے دوران آپ نے تحریر فرمایا :-

"ملک فرقہ پرستی کی رو میں بہتا ہوا بجلی کی سی رفتار کے ساتھ تباہی کی طرف چلا جا رہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں محسوس کر رہے ہیں، مگر بازوؤں میں حرکت کرنے کی سکت باقی نہیں نتیجہ کیا ہوگا۔ تباہی اور اس قدر ہولناک کہ دنیا لرز اٹھے، میری بوڑھی آنکھیں اس بدقسمت ملک کی حالت پر اپنے تمام تر آنسو ختم کر چکی ہیں۔ میں گزشتہ ساٹھ سال سے اس تباہ حالی اور مستقبل میں پیش آنے والی قیامت کا جائزہ لے رہا ہوں اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم نے اپنے طرزِ عمل میں اب بھی اصلاح نہ کی۔ اگر ہم نے اپنے فولادی دلوں کے اندر اب بھی ملک کے لئے تڑپ پیدا نہ ہونے دی۔ اگر ہماری آنکھوں نے بدنصیب قوم کے لئے اب بھی آنسو نہ بہائے تو دنیا دیکھے گی کہ بہادروں کا وطن، سرفروشوں کی سرزمین اور سربکف انسانوں کا ملک ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ اور آئندہ لکھی جانے والی تواریخ میں مہذب اقوام کے لوگ ہماری داستان پڑھ کر عبرت حاصل کیا کریں گے۔ اور انہیں یہ یقین کرنے کے لئے ایک ثابت شدہ حقیقت ہاتھ آ جائے گی کہ جو قوتیں خود اٹھنے کی کوشش نہیں کرتیں انہیں خدا بھی نہیں

اٹھا سکتا"۔ میں نے ہندوؤں مسلمانوں۔ بدھوں عیسائیوں غرضیکہ ہر خیال۔ ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے لوگوں کی بہتری کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنے ساٹھ سالہ تجربہ کی روشنی میں یہ سکیم مرتب کی ہے یہ کن اصولوں پر انحصار رکھتی ہے۔ اس کا جواب اس کے مطالعہ سے ہی مل سکتا ہے۔ بہرکیف میں سمجھتا ہوں۔ کہ جب تک رعایا اپنی خامیوں کو دور کر کے بلند کریکٹر کی پاکیزہ سطح پر کھڑے ہونے کی کوشش نہیں کرتی اس کی حالت کسی پہلو سے بھی بہتر نہیں ہو سکتی۔

"میں اپنی سکیم کو وسیع امیدوں اور امنگوں کے ساتھ ملک اور قانون کے نمایندوں کی بارگاہ میں پیش کر رہا ہوں اور میرا خیال ہے کہ جب تک میری طرف سے پیش کردہ تجاویز کو قانونی شکل دے کر لوگوں کو ان پر پابند رہنے کے لئے مجبور نہیں کیا جاتا ہم اس قابل نہیں ہو سکتے کہ مہذب دنیا کے سامنے فخر کے ساتھ سر بلند کر سکیں۔

"میں امید رکھتا ہوں کہ اس سکیم کو انہی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ جن نگاہوں سے میں نے ملکی حالات کو دیکھتے اسے ترتیب دینے کی کوشش کی ہے — یہ سکیم کسی خاص فرقہ یا قوم کے لئے نہیں۔ بلکہ تمام انسانوں کی اجتماعی بہتری سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جو مجھے یہ یقین رکھنے کیلئے مجبور کر رہی ہے کہ اس پر پوری ہمدردی کے ساتھ غور کیا

کی تحریک پر بحث ہو رہی تھی۔ لالہ جی نے اس بحث میں حصہ لیتے ہوئے اپنی تقریر میں فرمایا۔" راجہ صاحب جنہنی لڑکوں کو پڑھانا ہی نہیں چاہتے۔ ان کا خیال ہے کہ پڑھ لکھ کر لڑکے شرارتی بن جاتے ہیں"۔

ایک اور بار جب آپ اسمبلی میں تقریر کر رہے تھے۔ تو آپ نے اسمبلی کے پریذیڈنٹ "سر برجور دلال کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

" جناب۔ میں آپ کو لیکچر نہیں دے رہا۔ بلکہ آپ کے سامنے اپنے تجربات بیان کر رہا ہوں"۔ اسی تقریر میں آپ نے ایک دوسرے ساتھی سردار بدھ سنگھ جی کی تقریر کا حوالہ دیتے ہوئے لالہ جی نے کہا :۔

" سردار جی نے بھی میرے خیالات کی ہی ترجمانی کی ہے۔ بالآخر میں ان کا شاگرد ہوں"۔ اس پر سر برجور دلال نے جو اپنے کام میں بڑے ہوشیار تھے فرمایا :۔

" چیلا گورو سے بڑھ گیا ہے۔ اور زیادہ ترقی یافتہ دکھائی دیتا ہے"۔

اس پر ہاؤس میں خوب قہقہہ پڑا۔

لالہ جی بعض اوقات ممبروں کو ہنسانے اور برمحل شعر سنانے کے موقعہ کو بھی ہاتھ سے نہ جانے دیتے تھے۔ جو بات بھی آپ کے منہ سے نکلتی تھی دوسروں کے دل میں بیٹھ جاتی تھی۔ اور ہمیشہ یاد رہتی تھی۔

لالہ جی نے اپنی دل پسند پرییتی بھوجن سکیم کو اسمبلی میں بھی اپنی گرہ سے زر کثیر صرف کر کے اپنایا۔ سرینگر میں اسمبلی کے آخری اجلاس کے آخری روز آپ نے اسمبلی کے وسیع احاطہ میں ایک شاندار پارٹی دی۔ آج تک اسمبلی یا

کونسل کے کسی ممبر نے بھی ایسی پارٹی نہیں دی۔ صرف اسمبلی کا سپیکر یا کونسل کا پریذیڈنٹ ایسی پارٹی دیا کرتا تھا۔ لالہ جی کی پارٹی میں ممبران اسمبلی جن میں وزرائے ریاست اور اعلےٰ حکّام بھی شامل تھے۔ کے علاوہ نمائندگان پریس بھی شامل ہوئے۔ اس سے بخوبی ظاہر ہے۔ کہ لالہ جی گفتار کے غازی نہ تھے بلکہ جو کچھ کہتے تھے اس پر صحیح معنوں میں خود عمل بھی کرتے تھے۔

## آئینہ نجات

سٹیٹ اسمبلی میں کام سے متعلق لالہ ہنس راج کا ایک اور اہم کارنامہ وہ سکیم تھی جو آپ نے ایک قرارداد کی صورت میں اسمبلی کے اجلاس میں پیش کرنا چاہی تھی۔ اس قرارداد میں لالہ جی نے تجویز کیا تھا۔ کہ "سرکاری اور غیر سرکاری ممبروں پر مشتمل ایک کمیشن مقرر کیا جائے۔ جو سفارش کرے کہ سکیم پر عمل درآمد کرنے کے لیے کس نوعیت کے یا لی لاز بنائے جائیں تا کہ رعایا۔ ریاست صحیح معنوں میں سُکھی ہو سکے"۔

اگرچہ قاعدے کے مطابق لالہ جی کے نام قرعہ نہ پڑنے سے یہ قرارداد اسمبلی کے اجلاس میں پیش نہ ہو سکی۔ تاہم لالہ جی نے اپنی اس جامع سکیم کو جس کا نام آپ نے "مکتی درپن یا **آئینۂ نجات**" رکھا تھا۔ مہاراجہ ہری سنگھ کے نام بھینٹ کران سے استدعا کی۔ کہ "آنحضور میرے ان حقیر خیالات کو قانونی صورت دیئے جانے کے احکام صادر فرما کر اپنی سادہ لوح رعایا کی دعائیں لیں گے"۔ اس سکیم میں لالہ جی نے اپنے خیالات قلمبند کرتے وقت صاف طور پر واضح کر دیا تھا۔ کہ اس سکیم میں درج "میری کوئی بات وید کی شُرتی شاستر کی سمرتی حکما و فضلا کی پند اور مہاتماؤں کی بانی کے خلاف نہیں"۔

یہ سکیم لالہ جی نے ۲۳ ستمبر ۱۹۳۶ء کو پیش کی۔ اس سکیم کی تمہید کے دوران آپ نے تحریر فرمایا:۔

"ملک فرقہ پرستی کی رو میں بہتا ہوا بجلی کی سی رفتار کے ساتھ تباہی کی طرف چلا جا رہا ہے۔ ہم دیکھ رہے ہیں محسوس کر رہے ہیں۔ مگر بازوؤں میں حرکت کرنے کی سکت باقی نہیں۔ نتیجہ کیا ہوگا۔ تباہی اور اس قدر ہولناک کہ دنیا لرز اٹھے۔ میری بوڑھی آنکھیں اس بدقسمت ملک کی حالت پر اپنے تمام تر آنسو ختم کر چکی ہیں۔ میں گزشتہ ساٹھ سال سے اس تباہ حالی اور مستقبل میں پیش آنے والی قیامت کا جائزہ لے رہا ہوں اور وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہم نے اپنے طرزِ عمل میں اب بھی اصلاح نہ کی۔ اگر ہم نے اپنے فولادی دلوں کے اندر اب بھی ملک کے لئے تڑپ پیدا نہ ہونے دی۔ اگر ہماری آنکھوں نے بدنصیب قوم کے لئے اب بھی آنسو نہ بہائے تو دنیا دیکھے گی کہ بہادروں کا وطن۔ سرفروشوں کی سرزمین اور سربکف انسانوں کا ملک ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے گا۔ اور آیندہ لکھی جانے والی تواریخ میں مہذب اقوام کے لوگ ہماری داستان پڑھ کر عبرت حاصل کیا کریں گے۔ اور انہیں یہ یقین کرنے کے لئے ایک ثابت شدہ حقیقت ہاتھ آجائے گی کہ جو قومیں خود اٹھنے کی کوشش نہیں کرتیں انہیں خدا بھی نہیں

اٹھا سکتا"۔ میں نے ہندوؤں مسلمانوں۔ بدھوں عیسائیوں غرضیکہ ہر خیال۔ ہر طبقہ اور ہر فرقہ کے لوگوں کی بہتری کو مدِنظر رکھتے ہوئے اپنے ساٹھ سالہ تجربہ کی روشنی میں یہ سکیم مرتب کی ہے یہ کن اصولوں پر انحصار رکھتی ہے۔ اس کا جواب اس کے مطالعہ سے ہی مل سکتا ہے۔ بہرکیف میں سمجھتا ہوں۔ کہ جب تک رعایا اپنی خامیوں کو دور کر کے بلند کریکٹر کی پاکیزہ سطح پر کھڑے ہونے کی کوشش نہیں کرتی اس کی حالت کسی پہلو سے بھی بہتر نہیں ہو سکتی۔

"میں اپنی سکیم کو وسیع امیدوں اور امنگوں کے ساتھ ملک اور قانون کے نمایندوں کی بارگاہ میں پیش کر رہا ہوں اور میرا خیال ہے کہ جب تک میری طرف سے پیش کردہ تجاویز کو قانونی شکل دے کر لوگوں کو ان پر پابند رہنے کے لئے مجبور نہیں کیا جاتا ہم اس قابل نہیں ہو سکتے کہ مہذّب دنیا کے سامنے فخر کے ساتھ سر بلند کر سکیں۔

"میں امید رکھتا ہوں کہ اس سکیم کو اُنہی نگاہوں سے دیکھا جائے گا۔ جن نگاہوں سے میں نے ملکی حالات کو دیکھتے اسے ترتیب دینے کی کوشش کی ہے ——— یہ سکیم کسی خاص فرقہ یا قوم کے لئے نہیں۔ بلکہ تمام انسانوں کی اجتماعی بہتری سے تعلق رکھتی ہے۔ اور یہی وہ چیز ہے جو مجھے یہ یقین رکھنے کیلئے مجبور کر رہی ہے کہ اس پر پوری ہمدردی کے ساتھ غور کیا

جائے گا۔ اور رعایا کے نمایندے اسے قانونی صورت میں پیش
کرنے کے لئے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ باقی نہ چھوڑیں گے

جیسا کہ تمہید کے مندرجہ بالا حصے سے واضح ہے۔ لالہ ہنس راج نے اپنی یہ سکیم اس لئے تیار کی تھی۔ تاکہ لوگ اس پر عمل کر کے اپنے جیون کو سپھل بنائیں اور سماج کے ایک نیک اور مفید شہری کی حیثیت سے قوم اور ملک کا شاندار مستقبل بنانے میں اپنا حصہ ادا کر سکیں۔

اس اسکیم کے شروع میں لالہ جی نے دھارمک اور مذہبی فرائض کی ادائیگی پر زور دیا ہے۔ مثلاً "پانچ برس کی عمر کے بعد ہر ایک بچے۔ نوجوان نیز بوڑھے اشخاص کو اپنے مذہبی فرائض ادا کرنے کی غرض سے ہندوؤں کو کم سے کم ہندی۔ گورمکھی پڑھ کر۔ سندھیا ترپن ہون۔ ہوم یگیہ۔ جپ جی پاٹھ وغیرہ اور مسلمانوں کو گلستاں۔ بوستاں۔ نام حق اور عربی پڑھ کر نماز وغیرہ ادا کرنے کی پابندی لازمی طور پر اختیار کرنی چاہیئے۔" یا مذہبی مقامات اور قابل پرستش جگہوں مندر۔ مسجد۔ گوردوارہ وغیرہ کی اصلاح کروانی اور وہاں پوجاریوں۔ متولیوں کی نیک چلنی کی جانچ پڑتال کا موثر انتظام اور ہر قسم کی منشیات کا انسداد۔

ورزش وصحت وصفائی کے تعلق میں بھی سکیم میں بتلایا گیا ہے کہ چار گھڑی رات رہے جاگنا چاہیئے۔ اور ہوا خوری کے بعد مالش۔ کشتی۔ مُگدر۔ بیٹھک نکالنے۔ ڈنڈ پیلنے نیز تیراکی۔ شہسواری۔ نیزہ بازی میں سے جو کھیل پسند ہو۔ اس میں حصہ لینا چاہیئے۔

سوشل اصلاحات کے بارے میں استری سبھاؤں کے قیام اور مستورات کے تعاون حاصل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔ تاکہ شادی و غمی وغیرہ کے فضول اخراجات سے نجات حاصل کی جائے۔

سکیم میں قومی فنڈ کے اجرا پر بھی زور دیا گیا ہے۔ جس سے محتاج اور دوسرے مستحق لوگوں کی مناسب امداد کی جا سکے۔ عام تعلیم۔ کاشتکاری تجارت صنعت و حرفت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے پنچایت سسٹم کی قائمی پر بھی زور دیا گیا ہے۔ ہر مقام پر تفریح کلب کھولنے اور پریتی بھوجن سسٹم جہاں سب چھوٹے بڑے اکھٹے ہو کر کھانا کھا سکیں اور تبادلۂ خیالات کر سکیں۔ کے جاری کرنے کی تفاصیل درج کی گئی ہیں سب سے بڑھ کر ریاستی عوام کی تکالیف کے ازالہ کے لئے پبلک نمائندگان پر مشتمل تحصیل وار کمیٹیوں کے قیام کی اہمیت واضح کی گئی ہے۔

اس سکیم کی بڑی خوبی یہ تھی۔ کہ سرکاری امداد پر بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر انحصار رکھا گیا ہے۔ لوگوں کو خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے کی تلقین کی گئی ہے۔ لالہ جی کی سکیم کا آخری حصہ یہ تھا کہ ایک مرکزی کونسل قائم کی جائے۔ جو تحصیل کمیٹیوں کے کام کی دیکھ بھال کرے اور اس کونسل کے اہتمام میں ہر سال ایک سالانہ کانفرنس منعقد کی جائے۔ تاکہ سال بھر کے کام کا جائزہ لیا جائے اور اس کی روشنی میں آئندہ سال کا پروگرام مرتب کیا جائے۔

لالہ جی نے اپنی اس سکیم کا ذکر ایک بار مہاتما گاندھی سے بھی کیا۔

جب آپ ہندوستان بھر کا دورہ کرتے کرتے واردھا میں پہنچے۔ مہاتما جی نے لالہ جی کے ان خیالات کو بے حد سراہا۔

مہاتما جی کے ساتھ ملاقات کے بعد لالہ جی ہندوستان میں جہاں بھی گئے۔ وہاں پبلک جلسوں میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے رہے۔ جگن ناتھ پوری کے نزدیک ایک مقام پر پولیس نے آپ کو شبہ میں گرفتار بھی کر لیا۔ بعد میں اصلیت معلوم ہونے پر چھوڑ دیا۔ مگر آپ کی سرگرمیوں کی نگرانی شروع کر دی

## دھارمک امور میں دلچسپی

لالہ ہنس راج دھارمک امور کا بدرجہ اتم علم رکھتے تھے۔ روزانہ پوجا پاٹھ کیا کرتے تھے۔ جہاں اردو۔ فارسی کے عالم تھے وہاں ہندی۔ سنسکرت میں بھی کافی مہارت رکھتے تھے۔ آپ نے دھارمک تعلیم یوگیراج سوامی چمپا ناتھ۔ جو علم حقیقت کے سربستہ رازوں سے اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ سے حاصل کی۔ اپنے روحانی گورو کی یاد میں لالہ جی نے سنہ ۱۹۱۶ء میں سنٹرل جیل جموں کے نزدیک ایک وسیع رقبے پر ویدمندر آشرم قائم کیا۔ جس کا مقصد ویدوں کے پرچار کے علاوہ گائے رکھشا یتیموں کی سہاتا اور محتاجوں کی بہتری تھا۔ اب بھی اس سندر استھان پر گئوشالہ۔ اندھ ودیالہ۔ بردھ آشرم ایسے مفید عام ادارے کام کر رہے ہیں۔

ویدمندر آشرم کی نگرانی کا کام ویدمندر کمیٹی کے سپرد تھا۔ لالہ جی اس کمیٹی کے روح رواں تھے بعض دوسرے ممبروں کے اختلاف رائے

رکھنے کے باوجود آپ نے جموں کے دو مسلمان وکلاء کو بھی اس کمیٹی میں ممبر کے طور پر لے لیا۔ زیادہ تر محض اس خیال سے کہ اس طرح مسلمانوں کے دلوں میں گائے رکھشا کا خیال تقویت پکڑے گا۔ لالہ جی کی رائے مبنی برحق تھی۔ یہ دونوں مسلمان ممبر بڑے گئو بھگت بن گئے۔ انہوں نے مسلمانوں میں سرگرم پرچار شروع کیا کہ گائے کی ہر طرح حفاظت کی جائے یہ تھا اس عظیم سوشل رہنما کے کام کرنے اور اختلاف رکھنے والوں سے بھی کام لینے کا مؤثر ڈھنگ۔

# تصویر کا دوسرا رخ

سال ۱۹۳۶ء کا ذکر ہے۔ وائسرائے ہند نے اپنے کشمیر کے دَورہ کے دوران وادی کی خوبصورتی کی قدرتی طور پر تعریف کی۔ اس پر لالہ جی نے ایک اخباری بیان میں کہا "کاش کنڈی کے پانی کی ایک بوتل بھی وائسرائے کو پیش کی جاتی تاکہ آپ کشمیر کی تصویر کا دوسرا رخ بھی دیکھ لیتے۔"

اسی طرح ایک بار لالہ جی ایک پریس بیان کے دوران میں ریاستی منسٹر ڈوگرہ سے یوں مخاطب ہوئے۔" آپ کشمیر کا دَورہ کرتے ہیں۔ میں آپ کو علاقہ کنڈی کو بھی اپنی آنکھوں سے دیکھنے کی دعوت دیتا ہوں۔ یہاں تالابوں کا پانی مویشیوں کے پیشاب۔ گوبر اور چھوٹے چھوٹے آبی کیڑوں کا غلیظ ترین مرکب ہوتا ہے جسے کنڈی کے لوگ مجبوراً استعمال کرتے ہیں۔ موسم گرما میں تو وہ بھی نایاب ہو جاتا ہے۔ مجھے قوی یقین ہے کہ اگر کسی منسٹر کو کنڈی علاقہ میں ایک ہفتہ رہنے کیلئے مجبور کیا جائے تو وہ ملازمت سے مستعفی ہو جانے کو ترجیح دیگا۔"

# سچائی کے پوجاری

لالہ ہنس راج میں ایک بڑا وصف یہ تھا کہ آپ اپنے فرائض کو اپنا دھرم سمجھ کر پوری ایمانداری کے ساتھ انجام دیتے تھے۔ عوام کی سود و بہبود کا جذبہ ابتدا سے ہی آپ میں کوٹ کوٹ کر بھرا تھا۔ اور اسی جذبے کے زیرِ اثر آپ بچپن میں۔ سرکاری ملازمت کے دوران اور اس سے سبکدوش ہو جانے کے بعد عمر بھر نیک کاموں کی تکمیل میں مصروف رہے لالہ جی سچائی کے پکّے پجاری تھے۔ یہاں تک کہ آپ کسی بھی خلاف واقعہ بات کو آسانی سے برداشت نہ کر سکتے تھے۔ خواہ ایسی بات کسی بڑی سے بڑی شخصیت کی زبان سے ہی کیوں نہ نکلی ہو۔ سال ۱۹۲۶ء کا واقعہ ہے۔ مہاراجہ ہری سنگھ کو تخت پر بیٹھے چند ماہ ہوئے تھے۔ ابھی آپ کا تاج پوشی کا جشن منایا جانے والا تھا۔ جموں راجپوت امر سبھا کا ایک بھاری جلسہ عجائب گھر جموں کی وسیع عمارت کے بڑے ہال میں منعقد ہو رہا تھا جس میں مہاراجہ ہری سنگھ اپنی پہلی پبلک تقریر کر رہے تھے ریاست کے تمام منسٹر صاحبان۔ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس۔ اعلیٰ سول و ملٹری حکام اور شہر کے سرکردہ معزز زین جلسہ گاہ میں موجود تھے۔ مہاراجہ ہری سنگھ نے اپنی تقریر کے دوران میں کہا کہ جموں کی راجپوت سبھا ان کے پتا جی (راجہ امر سنگھ) کی قائم کردہ ریاست کی اولین سبھا ہے۔ لالہ جی بھی وہیں تشریف رکھتے تھے۔ جب لالہ جی نے مہاراجہ صاحب کی یہ بات سنی۔ تو ان سے نہ رہا

گیا۔ فوراً اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے اور ہاتھ جوڑ کر مہاراجہ صاحب سے یوں مخاطب ہوئے۔ " سرکار یہ بات حضور کو غلط بتلائی گئی ہے۔ ریاست کی اوّلین سبھا مہاجن سبھا جموں ہے۔ نہ کہ راجپوت سبھا۔" مہاراجہ ہری سنگھ نے لالہ جی کی طرف بغور دیکھا۔ فوراً اپنی تقریر بند کر دی اور بیٹھ گئے۔ تمام ہوس میں سناٹا چھا گیا۔ چند راجپوت اصحاب نے لالہ جی پر زور دیا کہ آپ اپنے الفاظ واپس لے لیں۔ مگر لالہ جی سچائی کا دامن کب چھوڑنے والے تھے۔ آپ اپنی بات پر اڑے رہے۔ بعض اصحاب دانت پیس رہے تھے۔ بعض دانتوں میں انگلی دبا رہے تھے۔ لیکن لالہ جی چٹان کی مانند چپ کھڑے رہے بالآخر پنجاب کے نامور نیتا پنڈت نیکی رام شرما جو اس جلسہ میں شرکت کے لئے خاص طور پر بلائے گئے تھے۔ نے مہاراجہ صاحب سے ہاتھ جوڑ کر پرارتھنا کی کہ وہ اپنی تقریر کو جاری رکھیں۔ پہلے تو مہاراجہ ہرسنگھ چند لمحے خاموش رہے پھر کھڑے ہو گئے اور لالہ جی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ " یہ وکیل صاحب ہیں اور نکتہ چینی کے دلدادہ ہیں۔" اس کے بعد انہوں نے اپنی تقریر دوبارہ شروع کر دی۔ جب جلسہ برخاست ہوا تو ہر طرف ہر شخص کی زبان پر لالہ جی کی بات کا ہی چرچا تھا۔

## سودیشی کے حامی

لالہ ہنس راج سودیشی تحریک کے زبردست حامی تھے۔ موجودہ صدی کے اوائل میں جب سودیشی تحریک بنگال سے شروع ہو کر تمام ملک میں

پھیل گئی تو اس تعلق میں لالہ جی نے ریاست جموں و کشمیر میں کافی سرگرمی کے ساتھ کام کیا۔ عملی مثال قائم کرتے ہوئے آپ نے کھدّر پہننے اور کھدّر پرچار کا حلف لیا۔ اور اس کے بعد کبھی کسی بدیشی کپڑے کو ہاتھ نہ لگایا۔ نہ صرف یہ بلکہ پرانی منڈی جموّں میں آپ نے چھوٹے پیمانے پر کھدر تیار کرنے اور رنگسازی کے کارخانے قائم کئے۔ اور ڈوگرہ سبھا کے زیر اہتمام بھی کھادی کا ایک کارخانہ جاری کیا۔

یہ امر بھی خاص طور پر قابلِ ذکر ہے کہ مہاتما گاندھی نے ہندوستان میں اس سے پندرہ سال بعد وسیع پیمانے پر کھدّر پرچار کا کام ہاتھ میں لیا۔ البتہ لالہ جی نے گاندھی ٹوپی مہاتما گاندھی کی تحریک کے بعد ہی پہننا شروع کی ورنہ عام طور پر آپ کھدر کا بڑا صافہ جس کے نیچے پرانی وضع کے ڈوگرہ بزرگوں کی مانند ایک چھوٹی رنگدار پگڑی بھی ہوا کرتی تھی زیب سر کیا کرتے تھے۔

جب مئی ۱۹۳۰ء کے پہلے ہفتے میں مہاتما گاندھی گرفتار کر لئے گئے تو ملک کے باقی حصوّں کی مانند جموّں میں بھی ایک بے نظیر ہڑتال ہوئی۔ مظاہرہ کے دوران جگہ جگہ سے بدیشی پارچات اکٹھے گئے۔ اور انباروں میں ان کو نذرِ آتش کیا گیا۔ ان کپڑوں کے ایک بھاری انبار کو لالہ جی نے اپنے ہاتھ سے آگ کے سپرد کیا۔ اس قسم کی قومی سرگرمیوں کے پیشِ نظر ریاست کے ایک جابر انگریز منسٹر مسٹر ویکفیلڈ کے ایما پر لالہ جی کے خلاف بغاوت کا مقدمہ دائر کیا گیا۔ لیکن بعد میں ایک ریاستی منسٹر کی مداخلت سے یہ مقدمہ مہاراجہ ہری سنگھ کے حکم سے واپس لے لیا گیا۔ x

# عوامی تکالیف کا علاج

دیہاتی لوگوں خاص کر کے مزدور کسان پیشہ اشخاص کی حمایت میں لالہ جی ہمیشہ کمربستہ اور ان کے مسائل کو تسلی بخش طریق سے حل کرنے میں ہر وقت پیش پیش رہا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے جموں شہر کے چبوترہ چوک میں ایک بڑی دکان کرایہ پر لی۔ وہاں بورڈ پر لکھا۔" دفتر انسدادِ تکالیف رعایا ریاستِ جموں و کشمیر۔" عام لوگ اسی جگہ سے گزر کر عدالتوں اور سرکاری دفتروں میں جایا کرتے تھے۔ وہاں آپ نے کپڑے کے ایک بڑے پوسٹر چسپاں کرنے کے علاوہ ایک شخص کی ڈیوٹی بھی لگا دی۔ کہ وہ آواز دیتا رہے کہ" اس جگہ عوام کی تکالیف اور مصائب کا علاج کیا جاتا ہے۔ حاجتمند لوگ یہاں آکر اپنی مشکلات بیان کریں۔"

لالہ جی بنفسِ نفیس خود لوگوں کے بیان قلمبند کرتے تھے اور ان کے دستخط کرا کر تمام درخواستیں اور عرضداشتیں متعلقہ محکموں میں بھیج دیا کرتے تھے۔ اور اس بات کے لئے ہمیشہ کوشاں رہتے تھے کہ درخواست دہندگان کے ساتھ پورا پورا انصاف ہو۔

بسا اوقات خود دفتروں میں تشریف لے جاتے تھے یہ دریافت کرنے کے لئے کہ ان درخواستوں کا کیا نتیجہ نکلا ہے۔ اس سے حاکم بھی چوکنا رہتے تھے۔

# استری جاتی میں شردھا

ایک دفعہ لالہ جی نارووال میں منعقدہ ایک میٹنگ سے فارغ ہوکر موضع جسٹر میں پہنچے۔ ڈھلتی شام کا سماں تھا۔ جب آپ ایک گلی میں میں سے گزر رہے تھے۔ تو ایک مکان کے اندر سے عورتوں کے گانے کی آواز سنائی دی۔ لالہ جی اس مکان کے دروازے کے ساتھ باہر کھڑے کان لگا کر راگ سننے لگے (لالہ جی گانا سننے اور سنانے کا بھی بڑا شوق رکھتے تھے) چند لمحوں کے بعد آپ نے دروازہ کھٹکھٹانا شروع کر دیا۔ جب اندر سے ایک عورت نے دروازہ کھولا تو لالہ جی نے فوراً ہاتھ جوڑ کر کہا۔"بہن جی میں نے بھی عورتوں کے چند گیت سیکھ رکھے ہیں۔ اگر اجازت ہو تو میں سنا سکتا ہوں۔ یہ سب میری لڑکیاں اور بہنیں ہیں۔ اور میرے گیت بھی بہنوں اور لڑکیوں کے لئے ہی ہیں۔" اتنے میں ایک دو جانے پہچانے مرد بھی وہاں آگئے۔ بالآخر لالہ جی کو اندر آنے کی اجازت مل گئی۔ آپ نے عورتوں سے مخاطب ہوکر بڑے نرم اور پریم بھرے لہجے میں کہا۔"بہنو! جو گانا آپ گا رہی تھیں۔ وہ کچھ جچتا نہیں۔ اگر اس کی بجائے یہ گانا گائیں تو کیسا سندر لگتا۔" جوں ہی آپ نے اپنا گانا شروع کیا۔ وہاں کا ماحول ہی بدل گیا۔ عورتوں نے خوشی کے مارے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ انہوں نے تسلیم کیا کہ عورتوں کو وہی کچھ گانا چاہیئے تھا۔ جو لالہ جی نے سنایا ہے۔

انہوں نے پرخلوص وعدہ بھی کیا کہ وہ آئندہ ایسے موقعوں پر اسی قسم کے گانے گایا کریں گی۔ یہ تھا لالہ جی کے دل میں استری سدھار کا جذبہ۔ آپ نے نمونے کے طور پر استریوں کے چند اچھے اچھے قابلِ تقلید گیت اور بھجن بخوبی یاد کر رکھے تھے۔ تاکہ ان سے کسی موزوں موقعہ پر موزوں کام لیا جاسکے۔ جنّز سے اُن کو ایک ایسا موقعہ مہیا کر دیا۔ لالہ جی اکثر کہا کرتے تھے اور اپنی تقریروں میں بھی اس بات پر زور دیا کرتے تھے۔ کہ کسی قوم اور ملک کی حالت سدھر نہیں سکتی جب تک کہ اس کی عورتوں اور بچوں کی حالت ٹھیک نہ ہو۔ بڑے بڑے ہندوستانی لیڈروں کا بھی یہی کہنا ہے اور انہوں نے اس تعلق میں کافی کام بھی کیا ہے۔ استری سمیلن اور یو وک کانفرنس کا انعقاد بھی لالہ جی کے دماغ کی اختراع ہے۔ لالہ جی کا یہ دڑھ وشواس تھا۔ کہ استری سماج کے سدھار کے بغیر بدرسومات کا قلع قمع ناممکنات میں سے ہے۔ جموں میں لالہ جی نے " استری جیون سدھار سبھا " کے نام سے ایک سوسائٹی بھی قائم کی۔ جس کی جنرل سیکریٹری جموں کے ایک اعلےٰ گھرانے کی رکن شریمتی عنایت بیگم تھیں۔ اس سبھا کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے لالہ جی نے تمہید کے طور پر تحریر فرمایا۔

" یہ ایک مانی ہوئی بات ہے کہ جب تک استری جاتی کا سدھار نہ ہو۔ کوئی دیش اور جاتی اُنتی کے شکھر پر نہیں پہونچ سکتی اس روشنی کے زمانہ میں عام طور پر استریوں کے سدھار کا خیال ہر ایک نیک دل استری اور پرش کو آ رہا ہے۔ بدیں وجہ

جموں میں ایک استری جیون سدھار سبھا حسب تجویز مسز
مکرجی انسپکٹریس زنانہ مدارس قلمرو جموں قائم کی جاتی ہے
جو انجمن اصلاحِ زندگی خواتین، کے نام سے منسوب ہوگی۔"

ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ لالہ جی ایک اعلیٰ مجلسی تقریب میں شامل ہوئے اس وقت کے جموں و کشمیر ہائیکورٹ کے چیف جسٹس اور قائمقام پرائم منسٹر سر برجور دلال کی دھرم پتنی لیڈی دلال نے لالہ جی کو دیکھتے ہی ان کی پُرتپاک آؤ بھگت میں اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ لیکن لالہ جی نے لیڈی موصوفہ کے ساتھ ہاتھ ملانے کی بجائے نہایت ادب کے ساتھ اپنے ہاتھ جوڑ کر نمسکار کی۔ اس پر لیڈی دلال نے کہا۔

"کیا آپ ہمیں چھوٹا سمجھتے ہیں جو ہاتھ نہیں ملاتے۔؟"

لالہ جی نے جواباً فرمایا۔ "میری نظروں میں عورتوں کا استھان بہت اونچا ہے۔ اس لئے ہم ان کو ہاتھ جوڑ کر ہی نمسکار کرتے ہیں۔"

## اپنے پتا جی کو سزائے جرمانہ

عام طور پر اپدیش کرنا بڑا سہل ہے۔ لیکن خود اس پر عمل کرنا کارِ دارد والا معاملہ ہے۔ عالمِ باعمل وہی شخص کہلاتا ہے کہ جو کچھ کہتا ہے وہی کرتا ہے۔ مہاتما گاندھی کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ جب تک وہ کسی بات پر خود عمل نہ کرتے تھے۔ دوسروں کو اس پر عمل کرنے کی تلقین نہ کیا

کرتے تھے۔ پہلے کرتے تھے اور پھر کہتے تھے یہی وجہ تھی کہ ان کی ہر بات میں اثر تھا۔ اسی طرح ریاست کے عوامی نیتا لالہ ہنس راج کا بھی کم و بیش طرز عمل رہا آپ نے پبلک کے پلیٹ فارم سے ہمیشہ بر آوازِ بلند کہا کہ بُری رسمیں دور ہونی چاہیئں اور سماج کے منظور کردہ رسم ورواج کی خلاف ورزی کرنے والوں کے خلاف مناسب کارروائی کی جانی چاہیئے۔ اس تعلق میں لالہ جی نے مختلف اوقات پر کئی اقدامات کئے۔ لیکن آپ کا ایک بڑا کارنامہ وہ اقدام تھا۔ جو آپ نے اپنے ہی پتاجی کے خلاف کیا۔

لالہ جی کے ایک حقیقی بھائی کے لڑکے کی شادی جموں میں ماہِ دسمبر ۱۹۲۴ء میں منائی گئی۔ برات آپ کے آبائی گاؤں ہمیر پور سدھڑ سے آئی تھی۔ لالہ جی کے پتا ہر یا شاہ بھی برات میں شامل تھے۔ جموں میں ملنی کے موقعہ پر آتش بازی چھوڑی گئی جو مہاجن سبھا کے ریزولیوشن کی خلاف ورزی تھی۔ اس سے لالہ جی بہت ناراض ہوئے۔ برات کا ساتھ چھوڑ واپس گھر آگئے۔ اطلاع ملنے پر آپ کے پتاجی بھی آپ کے پاس پہنچے۔ اپنے بیٹے کو بہتیرا سمجھایا مگر بیٹے نے ایک نہ مانی۔ ہریا شاہ بھی بضد تھے کہ اُن کا سب سے بڑا بیٹا ان کے پوتے کی شادی میں ضرور شریک ہو۔ بالآخر لالہ جی نے پیشکش کی کہ پہلے ان کے پتاجی سبھا کے قایم کردہ اصول کی خلاف ورزی کی تلافی کریں۔ اور وہ اس طرح کہ برات میں آتش بازی چلانے کی پاداش میں مبلغ پچاس روپے بطور جرمانہ مہاجن سبھا کو ادا کریں۔ اس کے بعد ہی آپ برات میں شامل ہونے

کے لئے رضامند ہوں گے۔ چنانچہ ہر پاشاہ نے از گرہ خود پچاس روپے سبھا کو ادا کئے۔ تب کہیں لالہ جی اپنے بھتیجے کی شادی میں شریک ہوئے۔

# ایک دلچسپ مباحثہ

لالہ ہنس راج جی کی تمام عمر خدمتِ خلق میں گزری۔ لیکن جب آپ نے ۷۴ سال کی عمر میں ریاستی حکومت کی اس پیشکش کو قبول کیا کہ وہ سرکاری اخراجات پر دیہات سدھار کے کام کو انجام دیں تو اس سے پبلک کے بعض انجان حلقوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں کسی نے کہا کہ لالہ جی اس بوڑھی عمر میں سرکار کے ہاتھوں میں بک گئے ہیں۔ کسی نے کہا کہ لالہ جی نے اب لالچ میں آ کر سرکاری ملازمت اختیار کر لی ہے۔ کسی نے کہا کہ لالہ جی اب پبلک کا کام کرتے کرتے تھک گئے ہیں اور ہمت ہار بیٹھے ہیں۔ اب سرکاری خرچ پر آرام کرنا چاہتے ہیں۔ غرضیکہ جتنے منہ اتنی ہی باتیں۔ ان میں ایک بھی خیال درست نہ تھا۔ کٹھوعہ کے ایک عوامی کارکن اور سوشل ورکر نے ایک کھلی چٹھی لالہ جی کے نام لکھی جس کے دوران میں آپ نے لالہ جی سے چند سوالات کئے۔ اور لکھا :-

" آپ دیش و قوم کے سچّے سپاہی رہے ہیں۔ آپ نے اپنے دیش اور جاتی کی جو انتھک سیوا کی ہے۔ وہ کسی

سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اور اس مہان کاریہ کے لئے دلیش ہمیشہ آپ کا مشکور و ممنون رہے گا۔ مگر سمجھ نہیں آتی کہ اب آپ پر کس کا جادو چل گیا۔ کس نے آپ کی تسوار تھ بدھی کو سوارتھ میں تبدیل کر دیا۔ آپ نے کافی عرصے تک ڈوگرہ صدر سبھا جموں کی سیوا بطور صدر اور دوسرے عہدہ دار کی۔ آپ نے قوم کے ہر دکھ درد میں حصّہ لیتے ہوئے پسینے کی بجائے اپنا خون بہایا۔ اندریں حالات آپ کو قوم کا ہر فرد و بشر اپنی جاتی کے بوڑھے جرنیل کے نام سے یاد کرتا ہے۔ مگر افسوس ہے لالہ صاحب! وہ آپ کی اتنی اونچی پوزیشن اب خطرے میں پڑ رہی ہے۔ قوم اب آپ کو ان نگاہوں سے نہیں دیکھ رہی جن سے پہلے دیکھتی تھی۔ وہ حیران ہے کہ ساری عمر ایک پائی نہ لیکر تسوارتھ سیوا کرنے والے ہمارے بوڑھے جرنیل کو کیا ہو گیا۔؟"

کارکن نے یہ بھی لکھا کہ لالہ جی دیہات سدھار کے کام میں جس کامیابی کا دم بھر رہے ہیں وہ انہیں کم سے کم ضلع کٹھوعہ میں کہیں بھی نظر نہیں آتی۔

" اگر آپ کچھ کر دکھاتے تو بھی ہم تمام گلوں کو بھول جاتے۔ مگر افسوس مجھے یہاں کہیں بھی سدھار کا نام و

نشان نظر نہیں آیا۔ وہی خانہ جنگیاں، وہی مقدمہ بازیاں
وہی گندگیاں۔ وہی بیماریاں، وہی بے وقت موتیں،
وہی جوئے بازیاں، وہی بدمعاشیاں، وہی بداخلاقیاں
وُہی ہے چال بے ڈھنگی، جو پہلے تھی سو اب بھی ہے۔ بلکہ
پہلے سے بھی بدتر حالت ہو رہی ہے۔ ان حالات کے پیشِ
نظر کس طرح کہا جائے کہ آپ نے دیہات سدھار
میں جا کر اچھا کیا۔ کس طرح کہا جائے کہ اب آپ
اپنے دیش اور جاتی کی سیوا کر رہے ہیں۔"

پرلیس میں اس چٹھی کی اشاعت کے بعد لوگ قدرتی طور پر لالہ جی کے جواب کا انتظار کرنے لگے۔ چنانچہ اس کارکن کے جواب میں لالہ جی نے تحریر فرمایا:۔

"میں نے آپ کا مضمون پڑھا ہے۔ میرے متعلق جن
شُبہ خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔ میں اس کا دھنباد
کرتا ہوں۔ اس بات کا مجھے افسوس ہے کہ آپ نے میرے
متعلق حکم سرکار در بارہ رہنمائی دیہات سدھار، کا ملاحظہ
نہیں فرمایا۔ ہے۔ جس میں حکومت نے صاف طور پر لکھا ہوا
ہے کہ۔ "آپ کو ملازم نہیں سمجھا جائیگا۔ بلکہ محض آپ کے
تجربہ، ملکی معاملات و پبلک کاموں کا خیال کرتے ہوئے صرف
رہنمائی دیہات سدھار کرنے کی غرض سے تم سے استدعا

کی جاتی ہے کہ دوسری مجلسی بہبودیوں کے ساتھ ساتھ جن میں آپ پہلے سے مشغول ہیں، دیہات سدھار کے کام میں بھی ایسا کرتے چلے جائیں۔"

میں حکومت کے ان صاف الفاظ کی موجودگی میں کسی دوسری تعبیر کرنے کی ضرورت خیال نہیں کرتا۔ پہلے حکم ملنے پر میں نے صاف انکار کر دیا تھا کہ الاؤنس وغیرہ مقرر کرنے سے میری ہتک کی گئی ہے۔ اور مشیر مال صاحب بہادر منسٹر صیغۂ متعلقہ کے یہ ظاہر کرنے پر کہ "آپ سے دوستانہ خدمات لینے کے لئے حکومت نے یہ الاؤنس تجویز کیا ہے۔" فی الحال میں نے اس کو منظور کر کے اطمینان کر لیا ہے کہ ان خدمات کو ادا کرتے ہوئے میرے کسی وقار متعلقہ پبلک سیوا پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اور نہ سمجھدار پبلک طبقہ کوئی ایسی غلط تعبیر کر سکتا ہے۔

میں نے زائد از چالیس سال سے اپنا کوئی سوارتھ ملک و قوم کی خدمات کے متعلق مدنظر نہیں رکھا۔ اور نہ اب بھی ایسا کرنے کا پرماتما مجھ کو موقع دیوے۔ ابتدا سے اپنے بزرگوں اور بھائیوں کی امداد لیکر خدمات ملک کر رہا ہوں۔ الاؤنس وغیرہ مقرر کردۂ حکومت کلرکوں چپراسیوں و پوسٹل وغیرہ کاموں میں صرف کرنے سے

میرے کسی روحانی خیال پر کوئی برا اثر نہیں ڈال سکتا۔ تسلی رکھیں۔ رہا آپ کا یہ کہنا کہ ضلع کٹھوعہ میں میرے پرچار کا کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ اور وہی خانہ جنگیاں، مقدمہ بازیاں بیماریاں، بے وقت موتیں۔ جوئے بازیاں وغیرہ وہاں بدستور جاری ہیں۔ آپ کی اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ان سب عیوب کا ختم یا رفع ہوجانا محض میرے ہفتہ دو ہفتہ کے پرچار اور اپدیش پر ہی منحصر و موقوف سمجھ لیا ہے۔ پرماتما جانے آپ نے کس خیال سے میرے پر تمام تر ذمہ داری ان عیبوں کو دور کرائے جانے کی نسبت ڈال رکھی ہے۔ میں معمولی عقل رکھتا ہوا بھی لوگوں کا سچا ہمدرد اپنے آپ کو خیال کر کے حکومت کو بڑی مدت سے یہی جتلا رہا ہوں کہ رعایا ریاست اپنی جہالت اور غلطیوں کے سبب اور حکومت کے بعض کارپردازوں کی بے توجہی کے باعث اس وقت $\frac{۹۰}{۹۵}$ فیصدی قرضوں کے بوجھ تلے دبی ہوئی ہے۔ عوام مقدمہ بازی میں مشغول رہ کر اپنا دھرم ایمان بھی چھوڑ رہے ہیں۔ اصلی اعلیٰ ودیا اور گن یعنی علم و ہنر سے بے بہرہ ہونے کے باعث مبتلائے تکالیف ہر قسم بالعموم بھوکی ننگی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ حالانکہ قدرتی ذرائع ان کو ہر طرح سے آسودہ بنا سکتے ہیں۔

اور اس کے لئے صرف تدابیر بتانے کی ضرورت ہے جس کی نسبت میں نے حکومت کے رُو برُو بارہا ایسی اسکیمیں پیش کی ہوئی ہیں۔ اس لئے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس سدھار کی اب بڑی بھاری پکار ہو رہی ہے اس کا ذکر میری سکیموں اور بل ہا میں بھی جو سٹیٹ اسمبلی میں پیش کئے گئے تھے موجود ہے۔ پرماتما کرے اس ذریعہ سے وہ سدھار بہت جلد ہو جاتے گا۔ عقلمند لوگ خوب جان چکے ہیں۔ اور میرے نمائشی دوست غلط افواہیں پھیلا پھیلا کر قوم اور ملک کو نقصان پہنچانے کا اگر موجب بننا چاہتے ہیں تو ان کی مرضی۔"

# توہینِ عدالت کے مقدمہ میں باعزت بریّت

ستمبر ۱۹۳۶ء کا ذکر ہے کہ لالہ ہنس راج وکیل ہائی کورٹ اور ایک نوجوان منصف مجسٹریٹ جموں کے مابین سخت جھڑپ ہو گئی۔ لالہ جی کی ایک مقدمہ کے سلسلہ میں منصف کی عدالت میں پیشی تھی۔ آپ نے منصف سے کہا کہ آپ کو کہیں ضروری کام پر جانا ہے اس لئے ازراہِ مہربانی جلد آواز دلائی جائے۔ نوجوان منصف نے جواباً لالہ جی کی شان میں نازیبا

الفاظ استعمال کئے۔ جو چہ جائیکہ لالہ جی کسی بھی خوددار شخص کے لئے ناقابلِ برداشت تھے۔ لالہ جی نے وہیں منصف کو جلی کٹی سنائیں۔ جس پر منصف کے غصّے کا پارہ تیز تر ہو گیا۔ وہ عدالت سے اٹھ کر دوڑا دوڑا چیف جج کے پاس پہنچا۔ چیف جج نے ہدایت کی کہ لالہ جی کے خلاف روبکار قائم کرکے جواب طلب کیا جائے اور پھر کیس اس کے پاس بھیجا جائے۔ منصف نے ایسا ہی کیا۔ چنانچہ چیف جج نے وہ کیس سب ججی میں بھیج دیا۔ سب جج نے توہینِ عدالت کی پاداش میں لالہ جی کو تا برخاست عدالت قید اور دو صد روپیہ جرمانہ کی سزا دی۔ جرمانہ کی عدم ادائیگی کی صورت میں مزید قید کی سزا کا حکم دیا۔ لالہ جی کے بھائی لالہ فرنگی شاہ نے جرمانہ کی رقم اسی وقت عدالت میں جمع کرا دی اور لالہ جی نے ایڈیشنل سیشن جج جموں کی عدالت میں اپیل دائر کر دی۔ ایڈیشنل سیشن جج نے جرمانہ کی رقم پچیس کر دی۔ لالہ جی نے ہائیکورٹ میں مزید اپیل دائر کر دی۔ جس کا فیصلہ سر برجور لال چیف جسٹس نے ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۶ء کو سنایا اور لالہ جی کو بے قصور قرار دیتے ہوئے ان کی سزا یابی اور جرمانہ کو کلیتاً منسوخ کر دیا۔ آنریبل چیف جسٹس نے اپنے فیصلے میں یہ بھی تحریر فرمایا کہ اس مقدمہ میں جلد بازی سے کام لیا گیا ہے۔ اور یہ اس قسم کا کیس نہ تھا جس میں کسی قسم کی سزا دی جاتی۔ اغلباً اس کیس کے ردِّ عمل کے طور پر ہی لالہ جی نے جو اس وقت اسمبلی کے ممبر بھی تھے اسمبلی کے اجلاس میں ایک سوال کے دوران میں اس بات پر زور دیا کہ آئندہ نو آموز

اور ناتجربہ کار نوجوان ججوں کو درجۂ اول کے اختیارات مجسٹریٹی تفویض نہ کئے جانے چاہئیں۔

# پشوؤں سے پریم

لالہ ہنس راج جی بنی نوعِ انسان کے ہی خدمت گزار نہ تھے بلکہ پشوؤں سے بھی بے حد پریم رکھتے تھے۔ اور ان کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے۔ لالہ جی ویدمندر جموں میں دن میں کم سے کم دو بار جایا کرتے تھے۔ وہاں ایک دن آپ کی نظر ایک تڑپتے کتے پر پڑی جس کو کیڑے پڑے تھے۔ اسی وقت گؤشالہ کے گوالے کو بلا کر کہا "اس کتے کو پکڑے رکھو۔" وہیں مٹی کا تیل منگوایا۔ اپنے لمبے صافہ کو جس کے نیچے ہمیشہ چھوٹی پگڑی ہوا کرتی تھی، سر سے اتار کر اس سے دو ٹکڑے لئے۔ ایک ٹکڑے کو تیل میں بھگو کر اپنے ہاتھوں سے کتے کے زخم پر رکھا اور دوسرے ٹکڑے کی پٹی بنا کر زخم پر باندھ دی۔ ساتھ ہی کتے کو کھانا کھلایا۔ کتے نے تڑپنا بند کر دیا۔ بلکہ وہ سونے لگ پڑا لالہ جی نے گوالے کو تاکید کی کہ وہ کتے پر نظر رکھے۔ میں صبح آ کر پھر دیکھوں گا۔ چنانچہ دوسرے روز آپ اپنے روزانہ وقت سے پہلے ہی صبح صبح ویدمندر چلے گئے۔ جب کتے کو سکھ سے سویا پڑا پایا تو بڑے

خوش ہوئے۔ اسی طرح لالہ جی لگاتار تین چار روز بیمار کتّے کی سیوا کرتے رہے۔ بالآخر کتّا تندرست ہوگیا۔ لالہ جی خوشی سے پھولے نہ سمائے۔

# مُونڈن کِس کے؟

لالہ ہنس راج جی مذاق کے بھی بڑے سنجیدہ واقع ہوئے تھے ان کے مذاق میں مہاتما گاندھی کی مانند اصلاح کا پہلو بھی ہر دم موجود رہتا تھا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے لالہ جی مونڈن کی رسم کے سلسلے میں چند دوستوں کے ساتھ ایک واقف کار سجن کے ہاں تشریف لے گئے وہاں انہوں نے ایک عجیب تماشہ دیکھا۔ جو شخص بھی آتا مبارکباد دینے کے ساتھ ساتھ شادی میں تمبول کی طرح چند روپے گھر والوں کو بطور نذرانہ پیش کرتا اور لڈّو لیکر چلتا بنتا۔ اوّل تو لالہ جی بنیادی طور پر ہی اس رواج کے خلاف تھے۔ دوسرے ان کی اور ان کے ساتھی دوستوں کی جیبوں میں حسنِ اتفاق سے اس وقت دینے کے لئے اتنے پیسے بھی موجود نہ تھے۔ تیسرے وہاں محفل میں بیٹھے بعض معززین گھر والوں کے اس طریقِ عمل سے خوشی کے ساتھ بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے بار بار لالہ جی کی طرف تک رہے تھے۔ گویا وہ اس بارے میں لالہ جی کی رہنمائی کے طلبگار تھے۔

لالہ جی نے اس تمام صورتِ حال کے پیشِ نظر وہیں گھر والوں سے

مخاطب ہو کر برملا دریافت کیا۔
"بھلا یہ مونڈن کس کے ہیں؟ بچے کے یا مبارکباد دینے والے لوگوں کے؟"

لالہ جی کے اِن پر مذاق لیکن جادو اثر الفاظ نے کام کیا۔ گھر والے بہت شرمندہ ہوئے۔ اور اسی لمحہ سے انہوں نے مونڈن میں دوسروں کو مونڈنے اور اس طرح ان سے پیسے بٹورنے کا مذموم رواج ترک کر دیا۔ دوسرے لوگوں پر بھی اس کا بڑا خوشگوار اثر پڑا اور مونڈن کی رسم کے موقعہ پر پیسے اکٹھے کرنے کی رسم تقریباً مٹ گئی۔

# اوّل درجے کے مہماں نواز

لالہ ہنس راج جی بڑا سادہ جیون بسر کرتے تھے۔ خوراک سادہ، پوشاک سادہ، دال سبزی پر گذارہ کرتے تھے۔ شدھ کھدّر پہنا کرتے تھے مربّے پسند کیا کرتے تھے۔ روزانہ پھل بازار سے خود خرید لاتے تھے۔ خاص کر کیلا مرغوب خاطر تھا۔

لالہ جی کے پاس اکثر مہمان آتے رہتے تھے جن کو آپ اپنے مکان میں ہی رکھ کر ان کی سیوا کرتے تھے۔ آپ کی مہماں نوازی کا شہرہ دُور دور تک تھا۔ اگر کوئی مہمان دن یا رات کو بے وقت بھی آجاتا تو اس کا کھانا وغیرہ تیار کرا کر اس کو ہر طرح سے پرسنّ کرتے۔ اگر کسی مہمان کو اپنا کھانا

بھی کھلانا پڑتا تو فوراً نوکر کو حکم دیتے کہ ان کا کھانا فلاں مہمان کو کھلا دو۔ ان کا پرانا ملازم لکھو جیٹ رات کے ایک ایک بجے تک مہمانوں کی خاطر تواضع میں مصروف رہتا تھا۔

لالہ جی اپنے ذاتی آرام و آسائش وغیرہ پر بہت کم خرچ کرنے کے عادی تھے۔ ان کا خرچ زیادہ تر مہمان نوازی، پرتی بھوجن۔ خط و کتابت نیز بڑے بڑے ودوانوں۔ نامور ادیبوں اور شاعروں اور مہاتماؤں کی لکھی ہوئی کتابوں اور اخبارات کی خرید پر آتا تھا۔

لالہ جی کی اپنی آمدنی برائے نام تھی۔ اپنا تمام وقت پبلک کاموں کی انجام دہی میں ہی صرف کر دیتے تھے۔ آپ کے بھائی آپ کے اخراجات بخوشی برداشت کیا کرتے تھے۔ گھر والے بخوبی جانتے تھے کہ لالہ جی مہمان نواز ہیں، اس لئے آپ کے بھائی گاؤں سے آپ کی رہائش گاہ پر مقررہ وقت پر چاول، گندم وغیرہ پہنچا دیا کرتے تھے۔ تاکہ آپ اس طرف سے بے فکر ہو کر پبلک سیوا کے کاموں میں لگے رہیں۔

## ایک نڈر مستقل مزاج رہنما

لالہ ہنس راج ایک باہمت نڈر رہنما تھے۔ دوسروں کی تکلیف دور کرنے میں ہمیشہ پیش پیش رہا کرتے تھے۔ اور اس کے لئے جان کا خطرہ

بھی مول لینا معمولی بات سمجھتے تھے۔
اکتوبر ۱۹۳۲ء کا ذکر ہے۔ سرینگر کی دو پارٹیوں میں جھگڑا ہوگیا ایک دھڑے کے بعض لوگوں نے پنڈت امرناتھ کاک ایڈوکیٹ کے مکان کو گھیر لیا۔ یوں یہ خبر امیرا کدل میں پہنچی تو لالہ جی جو ان دنوں سرینگر میں تشریف فرما تھے چند کارکنوں کے ساتھ لاری لیکر کاک صاحب کے مکان پر پہنچے۔ آپ نے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈال کر پنڈت امرناتھ کاک اور ان کے پریوار کے دوسرے افراد اور ضروری سامان کو امیرا کدل کے نزدیک حضوری باغ میں باحفاظت پہنچا دیا۔
لالہ جی کی نڈرتا اور درڑھتا کی اور بھی کئی مثالیں ہیں۔ آپ جس بات کو درست سمجھتے تھے۔ اس پر سختی کے ساتھ قائم رہتے تھے۔ اپنے فرائض کی ادائیگی میں اسقدر مگن رہتے تھے کہ نہ کسی تعریف کی رَو میں بہہ جاتے، ناہی کسی کی دھمکی سے مرعوب ہوتے ۔۔ آپ بھرتری ہری کے اس قول کے پکّے اُپاسک تھے۔

• دنیا تعریف کرے یا نِندا۔ موت آج ہی آجائے
یا صدیوں کے بعد۔ دھن چلا جائے یا حسبِ خواہش
آئے۔! مگر دھیرج وان پرُش اپنے پائے استقلال
کو انصاف وسچائی کے راستے سے نہیں ہٹا سکتا۔"

جموں کے چند ایک ساتھی وکلا کی جانب سے رقابت یا سیاسی و سماجی اختلافات کی وجہ سے آپ پر بعض اوقات نکتہ چینی کی بوچھاڑ

کی جاتی تھی۔ بلکہ بسا اوقات بحث ناخوشگوار صورت بھی اختیار کر جاتی تھی۔ لیکن لالہ جی تھے کہ ٹھوس چٹان کی مانند بالکل شانت چپ رہتے۔ کیا مجال جو کسی کے نازیبا سوال کا بھی ناراضگی یا ترشی کے لہجے میں جواب دیتے یا کوئی غیر واجب لفظ استعمال کرتے بلکہ ہمیشہ کی طرح ہنس مکھ رہتے اور اس قسم کے سوال کو باتوں باتوں میں ہی ہنسی خوشی میں ٹال دیتے۔ جس سے بچارے مخالفین اور بھی شرمندہ ہوتے۔

## "ڈوگرہ گزٹ"

بہت کم اصحاب کو علم ہوگا کہ لالہ ہنس راج نے آج سے تقریباً ساٹھ سال پہلے اپنے قومی اور سوشل وچاروں کے پرچار کے لئے اور اپنی قائم کردہ تنظیموں کے اغراض ومقاصد اور کارکردگیوں کی اشاعت کے لئے دو ماہنامے بھی جاری کئے تھے۔ ایک ڈوگرہ گزٹ جو ڈوگرہ صدر سبھا کے اہتمام میں شائع ہوتا تھا اور دوسرے مہاجن نیتی پتر جو زیادہ تر مجلسی اصلاحات کا پرچار کرتا تھا۔ بعد میں یہ دونوں رسالے بند ہو گئے۔

---

لالہ جی کا ایک پسندیدہ شعر ؎

ہم کیا تھے۔ کیا ہو گئے ہیں اور کیا ہوں گے ابھی!
آؤ مل کر وچاریں یہ سمسّائیں سبھی!

(بھارت بھارتی)

# چند دلچسپ واقعات

## ا

لالہ ہنس راج سٹیٹ اسمبلی کے ممبر تھے۔ اسمبلی کے پریذیڈنٹ سر برجور دلال نے جو ریاست کے چیف جسٹس اور جوڈیشل منسٹر بھی تھے اسمبلی کے اجلاس کے اختتام پر حسب معمول ممبرانِ اسمبلی کے اعزاز میں اپنی رہائش گاہ پر ایٹ ہوم دیا۔ اس موقعہ سے استفادہ کر کے لالہ جی نے پارٹی میں موجود تمام حاضرین کی توجہ علاقہ کنڈی کی طرف دلائی اور پانی کی نایابی اور قلت کے سبب وہاں کے لوگوں اور مالمویشی کو جن بے شمار مصیبتوں اور مشکلوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس کا پورا نقشہ چند لمحوں میں ہی اس خوبی۔ خوش اسلوبی اور دلیری کے ساتھ حاضرین کے سامنے رکھا کہ سب عش عش پکار اٹھے۔ معزز میزبان لالہ جی کے دلائل اور طرز بیان سے اسقدر متاثر ہوئے کہ لیڈی دلال نے وہیں بیٹھے بیٹھے علاقہ کنڈی میں پانی کی بہم رسانی کے سلسلے میں امداد کے طور پر ایک ہزار روپیہ کا چک کاٹ کر حاضرین کی پرزور تالیوں کی گونج میں لالہ جی کے حوالے کر دیا۔

## ۲

ایک دفعہ لالہ جی اپنے دورہ کے دوران حلقہ رام نگر ضلع اودھم پور میں تشریف لے گئے۔ وہاں آپ نے جب ایک باؤلی سے پانی پیا۔ تو آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک پڑے۔ باؤلی پر موجود ایک سجن جو سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے، نے لالہ جی کے رونے کا سبب پوچھا۔ لالہ جی نے کہا "یہاں کے لوگوں کے لئے تو قدرت نے میٹھے پانی کے چشمے مہیا کر کے ہیں مگر کنڈی کے علاقہ کے لوگوں کو پانی بڑی مشکل سے میسر آتا ہے۔ آج کل گرمی کے دن ہیں۔ ان لوگوں کا جی بھی چاہتا ہے کہ جس طرح میں نے میٹھا اور ٹھنڈا پانی پیا ہے اسی طرح وہ بھی پیئیں۔ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں۔ لیکن پانی سے محروم!"

---

## ۳

لالہ جی کی مرتبہ سکیم آئینہ نجات جس کا ذکر اس کتاب میں کسی دوسری جگہ آچکا ہے اسمیں یہ بھی درج تھا کہ لڑکی کی شادی کی عمر کم سے کم ۱۶ سال اور لڑکے کی ۲۲ سال ہو اور لڑکی کی رضامندی اس میں ضروری سمجھی جائے۔ بلکہ آپ نے یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ لڑکیوں کو والدین کی جائیداد غیر منقولہ میں سے بھی کچھ حصّہ داج میں دیا جانا چاہیئے۔ چالیس سال کے بعد کسی شخص کو کسی کنواری لڑکی کے ساتھ شادی کرنے کا حق حاصل نہ ہونا چاہیئے ہاں وہ بیوہ عورت سے شادی کرنے کا مجاز ہو گا۔ نیز جو شخص اپنی

عورت کی خبر گیری ترک کر دے اس کو دوسری شادی کے حق سے محروم کر دیا جائے۔

---

۴

ایک بار لالہ جی اپنے آبائی گاؤں ہمیر پور سدھڑ میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ گاؤں میں صفائی کا نام و نشان بھی نہیں ہے۔ گلی کوچے کوڑا کرکٹ سے بھرے پڑے ہیں۔ گوبر اور پیشاب کی وجہ سے بدبو آ رہی ہے۔ وہیں اپنے ایک نزدیکی رشتہ دار مقامی ٹیچر کو بلایا۔ ڈانٹ ڈپٹ کے بعد اس کو ہدایت کی کہ مدرسہ کے اوقات کے بعد تمام لڑکوں کو کہا جائے کہ اپنے اپنے گھروں سے جھاڑو لائیں۔ جب طلباء جھاڑو لائے تو آپ نے ایک جھاڑو پکڑ صفائی شروع کر دی۔ لالہ جی کے گھر کے آدمی اس سے بہت شرمندہ ہوئے۔ انہوں نے اور گاؤں کے دوسرے بہت سے لوگوں نے ایک دوسرے کے دیکھا دیکھی وہیں بڑے جھاڑو ہاتھ میں لیکر گاؤں کا گاؤں چند گھنٹوں میں صاف کر دیا۔ اس طرح اس قابلِ فخر باعمل ہستی نے صفائی کا دن منایا۔

لالہ جی نے اسمبلی میں یہی تجویز پیش کی تھی کہ صرف ان تعلیم یافتہ امیدواروں کو ملازمت میں لیا جائے جو اپنے یا کسی دوسرے قصبہ یا گاؤں میں دیہات سدھار کا ایک سال تک عملی کام کرنے کی سند پیش کریں۔ اس دوران میں انکے گذارہ کیلئے معمولی الاؤنس دیا جائے۔

# آخری سفر

عمر کے آخری دور میں لالہ ہنسراج جی کی صحت بواسیر کی شکایت کی وجہ سے زیادہ بگڑ گئی۔ بڑھاپے کی کمزوری کے کارن ان کی بیماری نے طویل اور شدید صورت اختیار کر لی۔ علاج معالجہ برابر ہوتا رہا۔ مگر لالہ جی آپریشن کے لئے رضامند نہ ہوئے۔ جموں میں آپ نے اس خواہش کا اظہار کر رکھا تھا کہ ان کے مرنے کے بعد ان کی چتا ان کے آبائی گھر یعنی ہمیر پور سدھڑ میں بنائی جائے۔ تاہم جب موت کے دن قریب آئے تو سخت نحیف ہونے کے باوجود جموں سے ہمیر پور سدھڑ چلے گئے۔ وہاں آپ ۲۶/۲۷ فروری ۱۹۴۴ء کی درمیانی رات کے ۴ بجے صبح سورگباش ہو گئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۷۷ سال ۵ مہینے ۲۰ دن کی تھی۔ ایسے عظیم رہنما کی مرتیو سے تمام فضا میں مایوسی اور غم کے بادل چھا گئے۔ اخبارات نے سیاہ حاشیہ کے ساتھ یہ اندوہناک خبر شائع کی۔ سبھا سوسائیٹیوں نے ماتمی ریزولیوشن پاس کر کے اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کیا۔ ریاست جموں و کشمیر اور ملک کے باقی حصّوں کے عوامی رہنماؤں نے اپنے ماتمی پیغامات کے دوران میں لالہ جی کے شاندار کارناموں کے پیش نظر ان کو خراج تحسین پیش کیا۔

# لالہ جی کی یاد میں

بہت سے معزز اصحاب نے حیرت زدہ افسوس کے ساتھ اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ ہم نے لالہ ہنس راج جی کی ان کی زندگی میں وہ قدر نہیں کی جس کے آپ ہر طرح سے مستحق تھے۔ یہ بات بہت حد تک درست ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ لالہ جی ان برگزیدہ رہنماؤں میں سے ایک تھے۔ جو شہرت کے متلاشی نہ تھے۔ آپ نمود و نمائش سے دور رہ کر ٹھوس کام کرنا ہی جانتے تھے۔ ؎

نہ دولت کے خواہاں، نہ طالب ثنا کے
شہرت سے بیزار دشمن ریا کے

تاہم یہ امر موجب اطمینان ہے کہ لالہ ہنس راج نے اپنی زندگی میں جو شاندار کام کئے۔ اب ان کی تمام حلقوں میں سراہنا کی جا رہی ہے۔ لالہ جی ریاست کے ان چند معزز ہستیوں میں سے ایک تھے جن کا نام ریاست کے باہر بھی بڑے احترام کے ساتھ لیا جاتا ہے۔ جیسے کہ ڈاکٹر مہر چند مہاجن سابق چیف جسٹس آف انڈیا نے میری مصنفہ دوسری کتاب "جیون چرتر شیر ڈوگر لالہ ہنس راج مہاجن" کے پیش لفظ میں تحریر فرمایا ہے کہ :-

"آج سبھا سوسائیٹی بنانا ایک فیشن اور رسمی سی بات

ہو گئی ہے۔ مگر سورگیہ لالہ ہنس راج جی نے مہاجن صدر سبھا
اور ڈوگرہ صدر سبھا کی جموں میں بنیاد اس زمانے میں
رکھی جب ہر قسم کی تنظیمی سرگرمیوں کو شک وشبہ کی
نظروں سے دیکھا جاتا تھا۔"

خوشی کا مقام ہے کہ اب ایسے مہاپرش کی دائمی یادگاریں
ہر جگہ قائم کی جا رہی ہیں۔ یوں تو مختلف سبھا سوسائیٹیوں اور اداروں کے
علاوہ ڈوگرہ صدر سبھا۔ مہاجن سبھا اور ویدمندر جموں کی
وسیع عمارتیں لالہ جی کی بے غرضانہ انتھک ہمت اور قربانیوں کی بدولت
ہی کھڑی کی گئی تھیں جو آپ کی منہ بولتی یادگاریں ہیں۔ تاہم پبلک نے
جو زندہ جاوید قابلِ فخر ٹھوس تعمیریں حال ہی میں آپ کی یاد میں قائم کی
ہیں۔ ان میں سے دو قابلِ ذکر ہیں۔ ایک میونسپل پارک جموں میں آل
جموں و کشمیر سوشل سدھار سبھا کی جانب سے نصب کردہ لالہ ہنس راج بت
اور دوسرے شاہدرہ کے نزدیک واقع کرشن نگر دہلی میں لالہ ہنس راج
بھون جو اکھل بھارتیہ مہاجن شرومنی سبھا کے زیر اہتمام کیندریہ مہاجن منتر
منڈل دہلی نے لاکھوں روپے کی لاگت سے تیار کیا ہے۔ شاہدرہ میونسپل
کمیٹی نے تو اس سڑک کا نام بھی جو گاندھی نگر سے کرشن نگر کو جاتی ہے
اور ہنس راج بھون سے ملحق ہے۔ ہنس راج مارگ رکھا ہے۔

۱۲ر اکتوبر ۱۹۶۷ء کو لالہ ہنس راج جی کی سو سالہ سالگرہ (شتابدی)
بھی پبلک طور پر دھوم دھام سے منائی جا رہی ہے۔